مفت سلسلہ اشاعت 118

لباس کی سنتیں اور آداب

اردو ترجمہ

كشف الالتباس في استحباب اللباس

تالیف

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی

متوفی 1052ھ

مترجم

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

تخریج احادیثہ

محمد فرحان القادری الرضوی العطاری

حواشی علی الاحادیث

للامام أبي الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي (المتوفى 911ھ)

للعلامة أبي الحسن نور الدين السندي (المتوفى 1138ھ)

الناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب	....	کشف الالتباس فی استحباب اللباس
تصنیف (فارسی)	....	شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ
تخریجِ احادیث	....	محمد فرحان قادری رضوی عطّاری
تحقیق	....	حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ
حواشی احادیث	....	امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ متوفی ۹۱۱ھ
		امام ابوالحسن نورالدین سندھی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۳۸ھ
اردو ترجمہ	....	لباس کی سنتیں اور آداب
ترجمہ (اردو) وتحشیہ	....	حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ
تعداد	....	۲۰۰۰
مفت سلسلۂ اشاعت	....	۱۱۸
اشاعت	....	دسمبر ۲۰۰۳ء، شوال ۱۴۲۴ھ

ابتدائیہ

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلوۃ والسلام علی سیّد المرسلین وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین

زیرِ نظر کتابچہ ''جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان'' کے تحت شائع ہونے والے سلسلۂ مفت اشاعت کی ۱۱۸ویں کڑی ہے۔ لباس کی سنتوں اور مسائل پر شیخِ محقق شاہ عبد الحق محدّث دہلوی علیہ الرحمہ کا یہ رسالہ اپنی نوعیت کی منفرد تالیف ہے یہ مکتوب چونکہ فارسی میں ہے لہٰذا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ اس کے حواشی میں شیخ صاحب کی شرحِ مشکوٰۃ ''اشعۃ اللمعات'' ہی سے اس پر تحقیق بھی لکھی نیز اصل فارسی مکتوب پر احادیثِ طیبہ کی تخریج بھی لگائی گئی ہے جس سے کتاب کا نکھار اور اُبھر کر سامنے آگیا اور علماء وعوام سب کے لئے مفید ہوسکی۔ امید ہے کہ حسبِ سابق ہماری یہ کاوش پر قارئین کرام کے ذوق پر پورا اُترے گی۔

ادارہ

اداریہ

چند ماہ قبل دار احیاء العلوم، کراچی کی جانب سے یہ عظیم کتابچہ (جو اس وقت آپ کے پیشِ نظر ہے) عرصہ دراز کے بعد منظرِ عام پر آیا۔ مصنف اور موضوع کے حوالے سے بھی یہ ایک غیر معمولی ذخیرہ ہے۔ اراکین دار احیاء العلوم، صد ہا مبارک باد کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے محنت شاقہ کے ساتھ اس کتابچہ کو عصری تقاضوں کے تحت شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے حوصلوں کو مزید بلندی عطا فرمائے اور اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے آمین۔

ہم دار احیاء العلوم، کراچی کے بے حد مشکور ہے جنہوں نے اس کتاب کو مفت شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ساتھ ساتھ ادارہ، اس کتاب کو ہمارے شعبہ درس نظامی کے دیرینہ ساتھی محمد جاوید شفیق علیہ الرحمہ (جو چند ماہ قبل) حادثہ کا شکار ہوئے اور جامِ شہادت نوش فرمایا) سے منسوب کرتے ہیں۔ مرحوم ایک نوجوان عالمِ دین تھے، ابتدائی تعلیم نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی میں مولانا محمد عثمان برکاتی اور مولانا محمد امان اللہ اختری سے اور بقیہ تحصیل دار العلوم امجدیہ، کراچی سے کی، اور شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل قادری رضوی سے سندِ حدیث حاصل کی۔ آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ وقادریہ میں حضرت قبلہ مفتی قاضی محمد احمد نعیمی کے تایا محترم حضرت پیرِ طریقت ولی کامل عارف باللہ قطب الارشاد الحاج الٰہی بخش نقشبندی قادری علیہ الرحمہ جن کا مزار پر انوار گلشنِ الٰہی بخش، تحصیل شاہ بندر، ضلع ٹھٹہ میں ہے، سے بیعت تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطاء فرمائے اور ہمیں ان کا نعم البدل عطاء فرمائے۔ (آمین)

ادارہ: **جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان**

فہرست

تحسین

(از شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ)

مہتمم دار العلوم أنوار المجددية النعيمية

(محلہ غریب آباد ملیر، کراچی)

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم أما بعد حضرت محقق علی الإطلاق شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ (رحمہ اللہ تعالیٰ) کا یہ رسالہ آدابِ لباس کے بیان میں بے مثل و بے نظیر ہے۔ چونکہ یہ فارسی رسالہ ایک عرصہ سے طبع نہیں ہو رہا تھا اور نہ ہی اس کا ترجمہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے صدقے علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی اور ان کے شاگرد رشید محمد فرحان قادری رزقہما علمہما کو توفیق بخشی کہ انہوں نے اس تالیفِ لطیف کا ترجمہ اور حاشیہ تحریر کیا اور اس میں مذکورہ احادیث مبارکہ کی تخریج لگائی۔

میں نے مترجم کے ترجمہ کو بغور لفظ بلفظ پڑھا۔ الحمد للہ مترجم نے رسالہ ہٰذا کا ترجمہ انتہائی احسن انداز میں فرمایا ہے اور مؤلّف و مصنّف کی ترجمانی کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ انکے علم وعمل میں مزید ترقیاں عطا فرمائے اور اپنی طرف سے توفیق رفیق اور دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی وترفع عطا فرمائے۔

(امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و الہ وصحبہ أجمعین وسلم)

الفقیر محمد أحمد النعیمی غفرلہٗ

۲۸ جولائی ۲۰۰۳ء

اظہارِ مسرّت

(از حضرت علامہ مولانا سیّد شاہ تراب الحق قادری رضوی مدظلہٗ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

زیرِ نظر کتاب، برصغیر کے عظیم محدّث، شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "کشف الالتباس فی استحباب اللباس" ہے جسے فاضل نوجوان حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی زیدعلمہٗ نے فارسی سے سلیس اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ صرف ترجمہ ہی نہیں بلکہ جہاں ضروری سمجھا حاشیہ میں اسکی وضاحت بھی کی ہے، اور موصوف نے کمال یہ کیا ہے کہ حاشیہ میں بھی شیخ محقق ہی کی "اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوٰۃ" سے عبارات نقل کی ہیں، جس سے کسی موقع پر قاری کو حاشیہ پڑھتے وقت یہ محسوس نہیں ہوگا کہ حاشیہ میں جو عبارت ہے وہ مترجم کی اپنی رائے ہے بلکہ وہ بھی بعینہٖ مصنّف ہی کی عبارت ہے۔ مترجم موصوف نے اس کتاب کا ترجمہ فرما کر قارئین خصوصاً اردو خواں حضرات کو حضرت شیخ محقق کی تصنیف سے مستفیض ہونے کا موقع فراہم کیا ہے اور ان کے ترجمہ کرنے سے ایک نایاب کتاب حواشی اور تخریج کے ساتھ منظرِ عام پر آجائے گی یقیناً یہ مترجم موصوف کا ایک کارنامہ ہے۔

فقیر نے اس سے قبل فاضل مترجم کے طلاق سے متعلق مجموعۂ فتاویٰ "طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم" کا مطالعہ بھی کیا ہے ماشاءاللہ بہت خوب لکھا ہے اور بڑی محنت کی ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ ترجمہ عوام اور خواص دونوں کے لئے مفید ثابت ہوگا، دعا ہے کہ مولیٰ کریم مترجم موصوف کی اس سعی کو قبول فرما کر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

(فقیر سید شاہ تراب الحق قادری)

امیر جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ / ۷ / اکتوبر ۲۰۰۳ء

کچھ مؤلف کے بارے میں

مختصر تعارف شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ

(از حضرت علامہ محمد مختار اشرفی مدظلہٗ)

مدرّس شعبۂ درسِ نظامی ورکن مجلسِ شوریٰ جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

الحمد للہ الذی ھدانا الصراط المستقیم والصلاۃ والسلام علی من کان نبیاً وآدم بین الماء والطین

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمہ کا شمار برصغیر کے ان علماء کی فہرست میں ہوتا ہے جنہوں نے علمِ حدیث کی اشاعت میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ کے والد شیخ سیف الدین سلسلۂ قادریہ کے صوفی بزرگ تھے جو شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کے استاد بھی تھے۔ شیخ صاحب دن کا زیادہ حصّہ کتابیں نقل کرنے اور رات مطالعہ میں گزارتے تھے۔ اس دور میں کہ جب اکبر بادشاہ حکومت پر متمکن ہوا اور خوشامدی علماء ابوالفضل اور فیضی جیسے لوگ اس کے ہمراہ ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الرحمہ کی حفاظت شیخ موسیٰ ملتانی کے ذریعہ فرمائی جن کے آپ مرید ہوچکے تھے اور وہ دربارِ اکبری میں بھی باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ ۱۵۸۸ء میں آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ حجازِ مقدس سے آپ علمِ حدیث اور عشقِ رسول ﷺ سے سرشار ہوکر آئے تھے۔ اور آپ نے ترویجِ حدیث کو اپنا مقصدِ حیات بنایا اور محدِّث کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ کی کتابوں کی تعداد چالیس (۴۰) سے زائد بتائی جاتی ہے، جن میں مشہور "اخبار الاخیار" ہے جس میں اولیائے برصغیر کا تعارف وتذکرہ پیش کیا ہے، نیز "مدارج النبوۃ" جس میں نبوت کی فضیلت کے ساتھ عشقِ رسول ﷺ کو قربِ الٰہی کا ذریعہ بتایا ہے۔ اس کے علاوہ "المکاتیب والرسائل"، "تاریخ مدینہ" المعروف "جذب القلوب فی دیار المحبوب"۔ ان کے علاوہ غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کتاب "غنیۃ الطالبین" کا فارسی ترجمہ کیا

جس میں ۷۳ فرقوں کے متعلق بتایا ہے۔ اور تصوّف کے موضوع پر فارسی زبان میں ایک کتاب ''مجمع البحرین'' کے نام سے تصنیف فرمائی۔

۱۵۹۹ء میں آپ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے اور رُشد وہدایت کی اجازت بھی فرمائی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے وصال کے بعد حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمہ کے بہت قریب رہے اور تصوّف کے معاملات پر دونوں حضرات کی خط وکتابت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ پھر حضرت نے لاہور کے شیخ ابوالمعالی قادری علیہ الرحمہ سے سلسلۂ بیعت وخلافت قائم کیا۔ شیخ ابوالمعالی کی تالیفات میں سے شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کی مشہور کتاب "فتوح الغیب" کی شرح بھی شامل ہے۔

شیخ صاحب کی مشہور کتاب "اشعة اللمعات" جو کہ فارسی میں مشکوٰۃ شریف کی شرح ہے، اس میں آپ نے دیباچہ میں علمِ حدیث کا جائزہ بھی لیا اور مختلف اقسام پر مفید بحث فرمائی۔ نیز آپ نے مشکوٰۃ شریف ہی کی عربی شرح بنام "لمعات التنقیح" بھی کی۔

آپ کا وصال ۹۴ برس کی عمر میں ۱۶۴۲ء میں اس وقت ہوا جب شاہجہاں کے عہدِ حکومت کو سولہ سال گزر چکے تھے۔ اس طرح آپ کا تعلّق تین مغل حکمرانوں اکبر، جہانگیر اور شاہجہاں کے ادوار سے رہا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے مزارِ پُر انوار پر کروڑہا کروڑ رحمت ورضوان کی بارشیں نازل فرمائے اور ہمیں آپ کی تصانیف سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

محمد مختار اشرفی عفی عنہ

پیش لفظ

(از حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ)

رئیس دارالافتاء: جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

مترجم

كَشْفُ الْاِلْتِبَاسِ فِي اسْتِحْبَابِ اللِّبَاسِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه وأزواجه وذريته وأهل بيته وعلماء أمته وصلحاء ملته أجمعين أما بعد

گزشتہ دنوں بعض احباب نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمہ کے فارسی مکتوب موسوم بہ "کشف الالتباس فی استحباب اللباس" کا اردو زبان میں ترجمہ کروں تاکہ نافع ہر خاص وعام ہو، کیونکہ شیخ علیہ الرحمہ نے سننِ لباس کا اپنی علمی فراست کی بدولت جس نفاست اور اختصار سے احاطہ فرمایا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی اور برادرم جناب محمد فرحان قادری نے ہمت کی اور اس رسالہ میں مذکور احادیث کی تخریج کر کے رسالہ مجھے دیا اور کہا کہ ایک عرصہ سے یہ فارسی رسالہ طبع نہیں ہو رہا اور نہ ہی اس کا اردو ترجمہ دستیاب ہے، اس لئے اس رسالہ کی تخریج وتحقیق بمعہ اردو ترجمہ وحاشیہ، اشاعت ضروری ہے۔ لہٰذا بندۂ ناچیز نے ان احباب کے پُر خلوص مشورے پر عمل کرتے ہوئے شیخ علیہ الرحمہ کے اس رسالہ کے ترجمہ کی سعی کی اور سیدی وسندی واستاذی شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی صاحب مدظلہ نے شفقت فرماتے ہوئے ترجمہ کی تصحیح فرمائی، اللہ تعالیٰ کی جناب میں التجاء ہے کہ وہ میری اور میرے احباب کی اس سعی کو اپنے محبوب ﷺ کے صدقہ وطفیل قبول فرمائے، لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بروزِ قیامت اسے ہماری مغفرت کا ذریعہ بنادے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

محمد عطاء اللہ نعیمی عفی عنہ

لباس کی سنّتیں اور آداب

اردو ترجمہ

كَشْفُ الْاِلْتِبَاسِ فِي اسْتِحْبَابِ اللِّبَاس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ مؤلف:

اللہ کی حمد وستائش اور پھر رسالت پناہ کی نعت وتحیت کے بعد (عرض ہے) کہ یہ مختصر رسالہ حضرت سید البشر صلى الله عليه وآله وأصحابه وتابعيه وتبع تابعيه إلى يوم الحشر والنشر کے آدابِ لباس کے بیان میں ہے۔

اہم غرض ومقصد یہ ہے کہ اس دستور فائض النور (یعنی سنت نبوی سے) حصۂ تام اور فیضِ عام مسلمانوں اور مومنوں کو پہنچے اور وہ لباس کہ جس کی وضع وقطع اور پہننا غیر مسنون ہے اور بدمذہبوں اور گمراہوں کا شِعار ہے اس سے باز رہیں اور سنّت کی اتباع سے حصّہ پاکر اس سے پرہیز کریں اور ثواب جمیل اور اجرِ جزیل پر فائز ہوں اور اس سے برکت حاصل کریں اور فقیر حقیر عبدالحق بن سیف الدین دہلوی بخاری کو دعائے خیر میں یاد کرتے رہیں اور فاتحہ کی خوشبو کے ساتھ خوشبودار گردانیں (یعنی فاتحہ کا ثواب بخشیں) باللہ التوفیق۔

آدابِ لباس کا بیان[1]:

جان لو کہ لِبَاس[2] مصدر ہے بمعنی مَلْبُوْس (یعنی پوشاک) کے جیسا کہ کِتَابْ بمعنی مَکْتُوْبْ اور لباس کا نام دستار، پیراہن جُبّہ، ٹوپی، چادر وازار وغیرہ اور جو کچھ پہننے میں آئے سب کو شامل ہے پس مسلمانوں پر مخفی نہ رہے کہ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ وَسَنَدُ الْاَصْفِیَاءِ ﷺ کا مبارک لباس

[1] ''اتنا لباس جس سے سترِ عورت ہوجائے اور گرمی وسردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے'' (بہارِ شریعت، حصہ (۱۶)، لباس کا بیان)

[2] اور یہ باب عَلِمَ يَعْلَمُ سے ہے جو التباس کے معنی میں ہے وہ باب ضَرَبَ يَضْرِبُ سے آتا ہے پہلے کا مصدر لُبْسٌ لام کے پیش کے ساتھ ہے اور دوسرے کا مصدر لَبْسٌ لام کی زبر کے ساتھ ہے۔ (أشعة اللمعات)

اکثر سفید کپڑے کا ہوتا اور سفید کو بہت پسند فرمایا کرتے چنانچہ حدیث شریف میں ہے: قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: "عَلَيْكُمْ بِالْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ لِيَلْبَسَهَا أَحْيَائُكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا أَمْوَاتَكُمْ فَإِنَّهَا مِنْ خِيَارِ ثِيَابِكُمْ"۔ (یعنی، نبی ﷺ نے فرمایا: کپڑوں میں سے سفید کو اختیار کرو تا کہ اسے تمہارے زندہ بھی پہنیں اور اپنے مُردوں کو اس میں کفن دو، کیونکہ وہ تمہارے کپڑوں میں سے بہترین کپڑے ہیں)۔

اور فرمایا: "اِلْبَسُوا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ" (یعنی، سفید (لباس) پہنو کیونکہ وہ بہت پاکیزہ[1] بہت صاف اور بہت اچھا ہے اور اسی میں اپنے مُردوں کو کفن دو)۔

اور فقیہ ابو اللیث کی کتاب ''بستان'' میں ہے کہ سفید[2] اور سبز مستحب ہے اور ''شرعۃ الاسلام'' میں ہے رنگوں میں پسندیدہ (یعنی مستحب) رنگ سفید ہے اور سبز رنگ بینائی کو زیادہ کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے سبز چادر زیب تن فرمائی ہے اور سبز رنگ[3] پہننا سنّت ہے اور مرد کپڑوں میں سرخ و پیلے رنگ سے اجتناب کریں اور ''ملتقط'' میں ہے کہ سیاہ رنگ پہننا سنّت نہیں ہے اور نہ ہی اس رنگ کے پہننے میں کوئی فضیلت ہے بلکہ کراہت ہے کیونکہ یہ ایسی بدعت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے (وصالِ باکمال کے) بعد پیدا ہوئی اور ''روضۃ العلماء'' میں ہے کہ بے شک امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سیاہ رنگ پہننا جائز نہیں ہے کیونکہ آپ کے زمانہ میں لوگ یہ رنگ نہیں پہنا کرتے تھے اور اسے عیب شمار کرتے تھے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (سیاہ رنگ پہننا) جائز ہے کیونکہ ان کے زمانے میں لوگ سیاہ رنگ پہنتے اور اس پر فخر کرتے اور

[1] زیادہ پاکیزہ اس لئے کہ وہ بہت جلد میلے ہو جاتے ہیں اسی لئے زیادہ دھوئے جاتے ہیں برخلاف رنگ دار کپڑوں کے، کہ وہ میل خورے ہوتے ہیں اس لئے دیر سے دھوئے جاتے ہیں اور اچھے اس لئے کہ طبیعت سلیمہ (یعنی اچھی طبیعت) ان کی طرف میلان کرتی ہے۔(أشعة اللمعات، كتاب اللباس، الفصل الثاني)

[2] علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ "رد المحتار" کے كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس میں لکھتے ہیں ''سفید رنگ مستحب ہے''۔

[3] علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ "رد المحتار" کے كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس میں نقل کرتے ہیں ''اور سبز رنگ پہننا سنّت ہے جیسا کہ "شرعة الإسلام" میں ہے''۔

''کنز'' میں ہے سیاہ رنگ[1] پہننا مستحب[2] ہے۔

عمامہ شریف کا بیان:

اور ''شرعۃ الاسلام'' میں ہے کہ نبی ﷺ نے سیاہ عمامہ زیب سر فرمایا اور اس کا شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان میں لٹکایا۔ پس عمامہ باندھنے میں سنّت یہ ہے کہ سفید ہو جس میں دوسرے کسی رنگ کی آمیزش نہ ہو اور آنحضرت ﷺ کی دستار مبارک اکثر اوقات سفید[3] ہوا کرتی اور کبھی سیاہ[4] اور کبھی سبز[5]، مگر بعض علماء نے فرمایا ہے کہ بوقتِ غزوہ و جنگ آپ ﷺ کے سر

[1] حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز متوفی ۸۲۷ھ "فتاوی بزازیہ" کے کتاب الکراهية، الفصل السابع في اللبس میں لکھتے ہیں ''سیاہ رنگ پہننا مستحب ہے''

[2] محرم کے دنوں میں مشابہت سے بچنے کے لئے سبز اور سیاہ رنگ کے کپڑے پہننے سے اجتناب لازم ہے (بہارِ شریعت)

[3] امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت نقل کرتے ہیں عن سليمان بن أبي عبد الله، قال: أدركت المهاجرين الأولين يعتمون بعمائم كرابيس سود وبيض وحمر وخضر وصفر الخ. یعنی، سلیمان بن ابی عبداللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے پہلے مہاجرین صحابہ کرام کو سوتی سیاہ، سفید، سُرخ، سبز اور پیلے رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔ (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب (۱۸) اللباس والزينة، باب (٤٤) من كان يعتم بكور واحد، الحديث: ٢٤٩٧٧)

[4] امام ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایات نقل کرتے ہیں: عن جابر، قال: دخل النبي ﷺ مكة يوم الفتح وعليه عمامة سوداء، یعنی نبی ﷺ فتحِ مکہ کے دن اس حال میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ آپ کے سرِ اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔ اور حضرت جعفر بن عمرو بن حریث اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں قال: رأيت على رأس رسول الله ﷺ عمامة سوداء، یعنی، میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ دیکھا، انہیں سے ایک اور روایت ہے کہ أن النبي ﷺ خطب الناس وعليه عمامة سوداء، یعنی، نبی ﷺ لوگوں سے خطاب فرمایا حالانکہ آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔(الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية ﷺ، للترمذي باب (۱۷))

[5] اسی طرح شیخِ محقق نے اپنی کتاب "ضياء القلوب في لباس المحبوب" میں لکھا ہے، نیز "ضياء القلوب" ہی میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: بہترین لباس سفید ہے اور عمامہ میں سیاہ و سبز رنگ، اور پاجامہ۔ سبز رنگ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے نزدیک سب سے محبوب رنگ ہے چنانچہ مُلّا علی قاری "مرقاۃ" شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھتے ہیں وقد ورد كان أحب الألوان إليه الخضرة . یعنی، تحقیق حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ رنگ سبز تھا۔ تفسیر خازن، سورۂ انفال میں ہے كان سيما الملائكة يوم بدر عمائم بيض ويوم حنين عمائم خضر . یعنی، یومِ بدر فرشتوں کی نشانی سفید عمامے اور حنین کے دن سبز عمامے تھی۔ =

انور پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا اور بعض علماء نے فرمایا ہے خُود (لوہی ٹوپی جو جنگ میں پہنی جاتی ہے) کے سبب دستار مبارک کا رنگ سیاہ اور گدلا ہوگیا تھا ورنہ وہ دستار مبارک سفید تھی[1] مگر ثابت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی کبھار سیاہ عمامہ باندھا ہے[2]۔ اور کہا گیا ہے رسول اللہ ﷺ کا خانگی (یعنی گھر میں باندھنے کا) عمامہ سات یا آٹھ گز[3] ہوتا اور پنجگانہ نمازوں کے وقت بارہ گز اور عید کے روز چودہ گز اور جنگ وحرب کے وقت پندرہ گز اور متأخرین علمائے کرام نے فرمایا کہ وقار ومرتبہ اور بزرگی کی وجہ سے بادشاہ، قاضی، مفتی، فقیہ، مشائخ اور غازی کو اکتیس (۳۱) گز (یعنی ہاتھ) تک عمامہ باندھنا جائز ہے۔ عمامہ باندھنے میں سنّت یہ ہے کہ عمامہ لمبا ہونہ کہ چوڑا اور عمامہ کا عرض آدھا ہاتھ ہو[4] یا تھوڑا کم یا زیادہ اس کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں اور اس کی کم سے کم لمبائی سات گز ہو، ایسے گز سے جو چوبیس انگل کا ہوتا ہے کہ چھ مٹھیاں بنتی ہیں اور یہ کہ عمامہ باطہارت باندھے اور قبلہ رُو کھڑا ہو کر باندھے اور جب بھی کھولے تو پیچ پیچ کر کے کھولے یکبارگی نہ اتارے[5] جیسے

= اور شیخ محقق اپنی کتاب "مدارج النبوۃ" ہی میں لکھتے ہیں: جبرائیل ؑ روزِ بدر پانچ سو فرشتوں کے ساتھ اور میکائیل ؑ پانچ سو فرشتوں کے ساتھ انسانی شکل وصورت میں ابلق گھوڑوں پر سوار اترے اس وقت ان کے جسموں پر سفید لباس اور ان کے سروں پر سفید عمامے تھے اور روزِ حنین سبز عمامے تھے۔ الخ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ روزِ بدر فرشتوں کی پیشانیوں پر سفید عمامے اور روزِ حنین سبز عمامے تھے۔ الخ۔ شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہٗ لکھتے ہیں: ''سبز رنگ کا لباس حضور خواجہ کونین ﷺ کے لباس میں داخل اور ایسا لباس ملائکہ کرام واہلِ جنت کا لباس ہے اور سبز عمامے باندھنا ملائکہ کی سنت مبارکہ ہے لہٰذا اس رنگ میں لباس پہننے اور سبز عمامے استعمال کرنے میں محبوب خدا ﷺ، ملائکہ کرام اور اہلِ جنت کے ساتھ مشابہت وموافقت ہوگی جو کہ محمود ومسعود اور باعثِ رحمت وبرکت اور موجب شرف وعظمت ہے'' (سبز عمامہ کا جواز، ص ۱۸) مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ متوفی ۱۴۱۳ھ اپنے دور میں سبز عمامے کو قادیانیوں کی ''دیندار انجمن'' کی مشابہت کی وجہ سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اب اس انجمن کا وجود مفقود اور اہلسنت میں بہت زیادہ رائج ہوجانے کی وجہ سے یہ حکم باقی نہ رہا (مترجم غفرلہٗ)

[1] یہ قول درست نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کسی بھی شے کے متعلق ایسا قول ادب کے خلاف ہے اور پھر نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی نفیس نہیں۔ اور سب سے زیادہ نفیس کی جانب ایسی بات منسوب کرنا غیر معقول ہے۔

[2] چنانچہ کتب احادیث میں نبی ﷺ کے سیاہ عمامہ باندھنے کا ذکر موجود ہے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحہ پر بیان گزرا۔

[3] اس گز سے مراد شرعی گز ہے جو چوبیس (۲۴) انگلیاں ہوتا ہے نہ کہ انگریزی گز جو چھتیس (۳۶) انچ کا ہوتا ہے۔

[4] آدھا ہاتھ سے مراد ہے نصف شرعی گز یعنی بارہ انگلیاں۔

[5] اسی طرح "فتاویٰ بزازیہ" کتاب الکراھیۃ، الفصل السابع فی اللبس میں ہے۔

باندھنے میں پیچ پر پیچ دیا تھا اسی طریقے سے کھولے، عمامہ باندھنے کے بعد آئینہ یا پانی یا اس کی مثل کسی (عکس دار) چیز میں دیکھ کر اس کو درست کرے اور عمامہ شملہ کے ساتھ باندھے۔

شملہ کا بیان:

اور شملہ میں اختلاف ہے اکثر اوقات شملہ آنحضرت ﷺ کی پشت مبارک کی جانب ہوتا اور کبھی کبھار دائیں جانب، اور بائیں جانب شملہ رکھنا بدعت (یعنی غیر مسنون) ہے اور شملہ کی کم از کم مقدار چار انگلیاں ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور اتنی لمبائی جو کمر سے تجاوز کر جائے بدعت ہے اور شملہ لٹکانے کو نماز کے وقت کے ساتھ خاص کرنا بھی سنّت کے موافق نہیں اور شملہ لٹکانا مستحب ہے اور سُنَنِ زوائد سے ہے اور اس کے ترک کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگرچہ اس کے لٹکانے میں ثواب وفضیلت زیادہ ہے اور "الروضۃ" میں ہے عمامہ کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکانا مستحب ہے۔ اور شملہ پچھلی جانب لٹکانا مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ عمامہ کا شملہ کبھی لٹکایا کرتے اور کبھی نہیں اور فقہاء کے پاس شملہ کے لٹکانے کی قیاسی دلیلیں بہت ہیں اور وہ شملہ لٹکانے کو سنت مؤکدہ سمجھتے ہیں اور بعض بائیں جانب کو لٹکانا مناسب جانتے ہیں، مگر اس کی سند قوی ومعتبر نہیں ہے اگرچہ بعض علماء نے اس باب میں اس کی دلیلیں لکھی ہیں۔ اور متأخرین علماء جُہالِ زمانہ کے طعن وتمسخر کی بنا پر سوائے پنجگانہ نمازوں کے شملہ لٹکانے کو بھی مستحب نہیں جانتے اور ''فتاویٰ حجۃ'' اور ''جامع'' میں لکھا ہے کہ ترکِ شملہ گناہ ہے[1] اور شملہ کے ساتھ دو رکعت (نماز پڑھنا) شملہ کے بغیر ستر (۷۰) رکعات (نماز پڑھنے) سے افضل ہے۔

شملہ کی اقسام:

اور شملہ کی چھ اقسام ہیں قاضی کے لئے پینتیس (۳۵) انگل اور خطیب کے لئے اکیس (۲۱) اور عالم کے لئے ستائیس (۲۷) اور طالب علم کے لئے سترہ (۱۷) اور صوفی کے لئے

[1] صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں ''بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ سنت کے خلاف ہے اور بعض شملہ کو اوپر لاکر عمامہ میں گھسیڑ دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے خصوصاً حالتِ نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی'' (بہارِ شریعت، حصہ (۱۶)، عمامہ کا بیان)

سات (۷) اور عام آدمی کے لئے چار (۴) انگل۔

اور عمامہ بیٹھ کر نہ باندھے اور ازار کھڑے ہو کر نہ پہنے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے قَالَ ﷺ: "مَنْ تَعَمَّمَ قَاعِداً أَوْ تَسَرْوَلَ قَائِماً ابْتَلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِبَلَاءٍ لَا دَوَاءَ لَهُ" (یعنی، حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا یا کھڑے ہو کر سراویل (یعنی پاجامہ یا شلوار) پہنی تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی مصیبت میں مبتلاء فرمائے گا جس کی کوئی دواء نہیں (اور اگر معذور ہو تو جائز ہے)۔

اور بعض معتبر کُتُب میں لکھا ہے کہ کوئی شخص اکثر اوقات اپنے آپ کو سیاہ یا سبز لباس میں مشہور نہ کرے کہ مکروہ و ممنوع ہے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مُذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ"، (یعنی، جس نے دنیا میں شہرت کا کپڑا پہنا[1]، بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا کپڑا پہنائے گا[2]) اور اگر کبھی کبھار ہو تو منع نہیں۔

اور بہترین لباس سفید ہے اور عمامہ میں سیاہ و سبز رنگ (باندھنا)، اور پاجامہ (یا شلوار) اور پیراہن (پہن کر)، اور سیاہ و سبز چادر اوڑھ کر بادشاہوں اور مالداروں کے گھر نہ جائے کہ ممنوع ہے۔

[1] یعنی جو شخص تکبر و بڑائی کے ارادے سے قیمتی کپڑا پہن کر چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو اس کے ذریعے لوگوں میں مُعَزَّز و مشہور بنائے (أشعة اللمعات، کتاب اللباس، الفصل الثانی)

[2] جس کے ذریعے سے اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔ ہوسکتا ہے کہ ثوب مذلة میں اضافت بیانیہ ہو یعنی اُسے بے عزتی اور ذلت کا حامل بنائے گا اور لوگوں کی نظر میں خوار و فقیر بنائے گا، بعض شارحین نے فرمایا شہرت کے کپڑے سے مراد وہ بعض حرام کپڑے ہیں جن کا پہننا جائز نہیں ہے، بعض نے فرمایا وہ کپڑے مراد ہیں جو تکبر و بڑائی، فقراء کی تذلیل اور ان کے دل توڑنے کے لئے پہنے جائیں یا زہد و پاکدامنی کے اظہار کے لئے پہنے جائیں، بعض نے فرمایا وہ اعمال مراد ہیں جو ریاکاری اور اپنے آپ کو مشہور کرنے کے لئے کئے جائیں انہوں نے کہا کہ کپڑے کا اطلاق عمل پر عام ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پہلا مطلب زیادہ ظاہر اور سباق حدیث کے زیادہ مناسب ہے (أشعة اللمعات، کتاب اللباس، الفصل الثانی)

ٹوپی کا بیان:

ٹوپی کی دو قسمیں ہیں ایک لاطیہ دوسری ناشرہ، لاطیہ اُسے کہتے ہیں جو سر کے ساتھ متصل ہو، آنحضرت ﷺ نے اسے بھی اپنے سر مبارک پر رکھا ہے اور ناشرہ اُسے کہتے ہیں جو سر کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ اوپر کو اُٹھی ہوئی ہو اور دو سیاہ طاقیہ (ٹوپی کی ایک قسم) ہے اور رسول خدا ﷺ نے اسے بہت کم اپنے سر مبارک پر رکھا ہے[1] اور بعض مشائخ اسے پہنتے ہیں یہ جائز ہے، آنحضرت ﷺ کی ٹوپی لاطیہ ہوتی جو کہ عمامے کے نیچے پہنتے تھے اور کبھی عمامہ بغیر لاطیہ کے باندھتے[2]۔

عمامہ باندھنے کا طریقہ:

اور آنحضرت ﷺ کا عمامہ باندھنا گول حلقہ ہوتا گنبد نما (یعنی عمامہ کی شکل گنبد نما ہوتی) چنانچہ علماء و شرفاء عرب عمامہ اسی طریقہ پر باندھتے ہیں۔

قمیص کا بیان:

آنحضرت ﷺ اکثر قمیص زیب تن فرمایا کرتے[3] اور کبھی سُرخ حُلّہ (پوشاک) اور حُلّہ

[1] علامہ ابو الشیخ اصفہانی نے اپنی کتاب "اخلاق النبی ﷺ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ حضور ﷺ کے پاس تین قسم کی ٹوپیاں تھیں، ایک سفید روئی کے استر والی، ایک منقش یمنی چادر کی ٹوپی اور ایک کانوں والی ٹوپی جسے آپ سفر میں پہنا کرتے تھے اور نقل کرتے ہیں کہ حریز بن عثمان کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن بسر سے ملا اور ان سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کی، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس تین قسم کی ٹوپیاں دیکھی ہیں، یمنی ٹوپی، کانوں والی ٹوپی اور سر سے لگی ہوئی ٹوپی (ذکر قلنسوته ﷺ)

[2] شیخ محقق علیہ الرحمہ کی اس عبارت سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی ﷺ بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے تھے بلکہ آپ نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ کبھی عمامہ بغیر لاطیہ کے باندھتے تھے نہ کہ یہ فرمایا کہ حضور ﷺ کبھی عمامہ بغیر ٹوپی کے باندھتے کیونکہ "بغیر لاطیہ" کا لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ ٹوپی تو ہوتی مگر وہ لاطیہ نہیں ہوتی تھی۔

[3] حدیث شریف میں ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ترین لباس قمیص تھا، اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن: ۴۰۲۵، امام ترمذی نے اپنی جامع: ۱۷٦۲، اور امام خطیب تبریزی نے "مشکوة المصابیح" کے کتاب اللباس، الفصل الثانی میں نقل فرمایا ہے۔ کیونکہ قمیص نبی اکرم ﷺ کو زیادہ پسند تھی اس لئے کہ اس میں کئی حکمتیں، اسرار و انوار ہوں گے جو دوسرے کپڑوں میں نہیں ہوں گے، جیسے کہ دوسرے مستحبات کا بھی یہی حکم ہے۔ (أشعة اللمعات، کتاب اللباس، الفصل الثانی)

سات (۷) اور عام آدمی کے لئے چار (۴) انگل۔

اور عمامہ بیٹھ کر نہ باندھے اور ازار کھڑے ہو کر نہ پہنے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے قَالَ ﷺ: "مَنْ تَعَمَّمَ قَاعِداً أَوْ تَسَرْوَلَ قَائِماً ابْتَلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِبَلَاءٍ لَا دَوَاءَ لَهُ" (یعنی، حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا یا کھڑے ہو کر سراویل (یعنی پاجامہ یا شلوار) پہنی تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی مصیبت میں مبتلاء فرمائے گا جس کی کوئی دواء نہیں (اور اگر معذور ہو تو جائز ہے)۔

اور بعض معتبر کُتب میں لکھا ہے کہ کوئی شخص اکثر اوقات اپنے آپ کو سیاہ یا سبز لباس میں مشہور نہ کرے کہ مکروہ وممنوع ہے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مُذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ"، (یعنی، جس نے دنیا میں شہرت کا کپڑا پہنا[1]، بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ اسے ذلّت کا کپڑا پہنائے گا[2]) اور اگر کبھی کبھار ہو تو منع نہیں۔

اور بہترین لباس سفید ہے اور عمامہ میں سیاہ و سبز رنگ (باندھنا)، اور پاجامہ (یا شلوار) اور پیراہن (پہن کر)، اور سیاہ و سبز چادر اوڑھ کر بادشاہوں اور مالداروں کے گھر نہ جائے کہ ممنوع ہے۔

---

[1] یعنی جو شخص تکبر و بڑائی کے ارادے سے قیمتی کپڑا پہن کر چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو اس کے ذریعے لوگوں میں مُعزّز و مشہور بنائے (أشعة اللمعات، کتاب اللباس، الفصل الثانی)

[2] جس کے ذریعے سے اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔ ہوسکتا ہے کہ ثوب مذلة میں اضافت بیانیہ ہو یعنی اُسے بے عزتی اور ذلّت کا حامل بنائے گا اور لوگوں کی نظر میں خوار و فقیر بنائے گا، بعض شارحین نے فرمایا شہرت کے کپڑے سے مراد وہ بعض حرام کپڑے ہیں جن کا پہننا جائز نہیں ہے، بعض نے فرمایا وہ کپڑے مراد ہیں جو تکبر و بڑائی، فقراء کی تذلیل اور ان کے دل توڑنے کے لئے پہنے جائیں یا زہد و پاکدامنی کے اظہار کے لئے پہنے جائیں، بعض نے فرمایا وہ اعمال مراد ہیں جو ریاکاری اور اپنے آپ کو مشہور کرنے کے لئے کئے جائیں انہوں نے کہا کہ کپڑے کا اطلاق عمل پر عام ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پہلا مطلب زیادہ ظاہر اور سیاق حدیث کے زیادہ مناسب ہے (أشعة اللمعات، کتاب اللباس، الفصل الثانی)

ٹوپی کا بیان:

ٹوپی کی دو قسمیں ہیں ایک لاطیہ دوسری ناشرہ، لاطیہ اُسے کہتے ہیں جو سر کے ساتھ متصل ہو، آنحضرت ﷺ نے اسے بھی اپنے سر مبارک پر رکھا ہے اور ناشرہ اُسے کہتے ہیں جو سر کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ اوپر کو اُٹھی ہوئی ہو اور وہ سیاہ طاقیہ (ٹوپی کی ایک قسم) ہے اور رسول خدا ﷺ نے اسے بہت کم اپنے سر مبارک پر رکھا ہے[1] اور بعض مشائخ اسے پہنتے ہیں یہ جائز ہے، آنحضرت ﷺ کی ٹوپی لاطیہ ہوتی جو کہ عمامے کے نیچے پہنتے تھے اور کبھی عمامہ بغیر لاطیہ کے باندھتے[2]۔

عمامہ باندھنے کا طریقہ:

اور آنحضرت ﷺ کا عمامہ باندھنا گول حلقہ ہوتا گنبد نما (یعنی عمامہ کی شکل گنبد نما ہوتی) چنانچہ علماء و شرفاء عرب عمامہ اسی طریقہ پر باندھتے ہیں۔

قمیص کا بیان:

آنحضرت ﷺ اکثر قمیص زیب تن فرمایا کرتے[3] اور کبھی سُرخ حُلّہ (پوشاک) اور حُلّہ

---

[1] علامہ ابوالشیخ اصفہانی نے اپنی کتاب "اخلاق النبی ﷺ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ حضور ﷺ کے پاس تین قسم کی ٹوپیاں تھیں، ایک سفید روئی کے استر والی، ایک منقش یمنی چادر کی ٹوپی اور ایک کانوں والی ٹوپی جسے آپ سفر میں پہنا کرتے تھے اور نقل کرتے ہیں کہ حریز بن عثمان کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن بسر سے ملا اور ان سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کی، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس تین قسم کی ٹوپیاں دیکھی ہیں، یمنی ٹوپی، کانوں والی ٹوپی اور سر سے لگی ہوئی ٹوپی (ذکر قلنسوته ﷺ)

[2] شیخ محقق علیہ الرحمہ کی اس عبارت سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی ﷺ بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے تھے بلکہ آپ نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ کبھی عمامہ بغیر لاطیہ کے باندھتے تھے نہ کہ یہ فرمایا کہ حضور ﷺ کی عمامہ بغیر ٹوپی کے باندھتے کیونکہ "بغیر لاطیہ" کا لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ ٹوپی تو ہوتی مگر وہ لاطیہ نہیں ہوتی تھی۔

[3] حدیث شریف میں ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ترین لباس قمیص تھا، اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن: ۴۰۲۵، امام ترمذی نے اپنی جامع: ۱۷۶۲، اور امام خطیب تبریزی نے "مشکوة المصابیح" کے کتاب اللباس، الفصل الثانی میں نقل فرمایا ہے۔ کیونکہ قمیص نبی اکرم ﷺ کو زیادہ پسند تھی اس لئے کہ اس میں کئی حکمتیں، اسرار و انوار ہوں گے جو دوسرے کپڑوں میں نہیں ہوں گے. جیسے کہ دوسرے مستحبات کا بھی یہی حکم ہے۔ (أشعة اللمعات، کتاب اللباس، الفصل الثانی)

پہننے کے دو کپڑوں سے عبارت ہے[1] اور سرخ سے مراد یہ ہے کہ اس میں سرخ لکیریں ہوں نہ کہ وہ خالص سرخ ہو کیونکہ خالص سُرخی ممنوع ہے جسے جلانے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا "إِنَّ هٰذَا لِبَاسُ الْكُفَّارِ"، (یعنی، بے شک یہ کافروں کا لباس ہے) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو میں نے دیکھا کہ بہترین (یعنی بیش قیمت) جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھے فرمایا اگر کوئی حق تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لئے شان وشوکت اور زیب و زینت دینے والا لباس پہنے تو ثواب پائے گا اور اگر فخر وغرور کے لئے پہنے تو عذاب پائے گا۔

اور ''خلاصہ'' میں ہے خوش وضع لباس پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ وہ تکبر نہ کرتا ہو اور "مجمع النوازل" میں ہے خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ قِيْمَتُهُ أَلْفُ دِرْهَمٍ وَزْنًا، وَقَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ قِيْمَتُهُ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ (یعنی، رسول اللہ ﷺ ایک روز باہر تشریف لائے حالانکہ آپ پر ایک چادر تھی جس کی قیمت وزن کے حساب سے ہزار درہم تھی اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے جبکہ آپ پر ایک چادر تھی جس کی قیمت چاندی کے چار لاکھ درہم تھی)۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ایسی چادر استعمال فرماتے جس کی قیمت چار سو (۴۰۰) سونے کے دینار تھی اور اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے جب تم اپنے وطن لوٹو تو اپنے اوپر اچھے اچھے قیمتی کپڑے لازم سمجھو۔

اور آنحضرت ﷺ نے نقشدار جامہ زیب تن فرمایا نیز جامۂ سیاہ بھی پہنا ہے اور کھال کا کُرتا بھی زیب تن فرمایا ہے جس کی اطراف سندس (دیبا) سے سلی ہوئی تھیں۔

اور ''قنیہ'' میں ہے کہ طویل عمامہ سر پر باندھنا اور (زیادہ) کشادہ کپڑے پہننا ان علماء کے حق میں اچھا ہے جو اَعْلَامُ الْهُدٰى (یعنی ہدایت کے جھنڈے) ہیں سوائے عورتوں کے (یعنی عورتوں کے حق میں زیادہ کشادہ کپڑے پہننا مناسب نہیں)۔

مگر جامہ پہننے میں اصل یہ ہے کہ وہ حلال کمائی سے ہو اور وہ جامہ جو حرام کمائی سے

[1] حُلّہ تہبند اور اوپر لپیٹنے والی چادر کے جوڑے کو کہتے ہیں (أشعة اللمعات، كتاب اللباس، الفصل الأول)

حاصل ہوا ہو، اس میں فرض ونفل کوئی نماز قبول نہیں ہوتی اور لباس میں افضل یہ ہے کہ درمیانہ کپڑا پہنے نہ انتہائی عمدہ اور نہ انتہائی ناقص اور وہ لباس جو لوگوں میں متعارف ومشہور ہے اسے آنحضرت ﷺ نے دو مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا، ایک مرتبہ نجاشی یعنی حبشہ کے بادشاہ نے ہدیۃً آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا تھا، آپ ﷺ نے پہنا اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور دوسری مرتبہ یمن کے تحائف وہدایا میں آیا تھا اُسے پہن کر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرما دیا۔

گریبان کا بیان:

اور جیب یعنی اس جامہ کا گریبان بائیں بغل کی جانب سے سلا ہوا ہو اور اس کے باندھنے کا بند دائیں بغل کی جانب ہو، جیسا کہ اس زمانہ میں معمول اور معروف ومشہور ہے اور "روضۃ المعانی" اور "زاد الفقہاء" جو صاحبِ صحیح بخاری اور امام نووی کی تصنیف ہیں ان میں بھی اسی طریقے سے لکھا ہے کہ لباس کے گریبان کا منہ دائیں ہاتھ کی جانب ہو اور ''روضہ'' میں ہے گذشتہ زمانے میں جب غازی کفار کے ساتھ جنگ کے لئے جاتے اور ہر وقت غنیموں کی طرف سے فرصت نہ پاتے تو راہ چلتے روٹی وکھجور وغیرہ کھانے کی اشیاء کی جیب وگریبان میں حفاظت کرتے اور گھوڑے کی لگام بائیں ہاتھ میں تھامے لقمہ لقمہ اور ایک ایک کھجور دائیں ہاتھ سے نکال کر کھاتے۔

اور حضرت عمر بن عبد العزیز اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جامہ کے گریبان کا یہی دستور تھا، جو لوگ اسے بدعتِ جدیدہ کہتے ہیں وہ (ان کی) ناسمجھی ہے اور بخارا میں اہلِ علم و فضل کُتب کے جزء اور نسخے جیب وگریبان میں رکھ لیا کرتے تھے اور راستے میں جیب وبغل سے نکال کر مطالعہ کرتے اور اپنی راہ چل دیتے، اور سلاطین وعلمائے دین اور صلحائے اہل صدق ویقین کی مجالس میں کھانے سے فراغت کے بعد تبرّکاً وتیمنًا روٹی (کا کچھ ٹکڑا) گریبان وبغل میں محفوظ کر لیتے تاکہ ہر خاص وعام جو اپنے گھر جائے، اپنے اہلِ خانہ کو تبرّک سے نوازے اور رومال و نقدی کو جیب وگریبان میں محفوظ کرتے۔ ان تمام (کاموں میں) دائیں ہاتھ کا استعمال دائیں

پہننے کے دو کپڑوں سے عبارت ہے[1] اور سرخ سے مراد یہ ہے کہ اس میں سرخ لکیریں ہوں نہ کہ وہ خالص سرخ ہو کیونکہ خالص سُرخی ممنوع ہے جسے جلانے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا "إِنَّ هٰـذَا لِبَاسُ الْـكُـفَّـارِ"، (یعنی، بے شک یہ کافروں کا لباس ہے) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو میں نے دیکھا کہ بہترین (یعنی بیش قیمت) جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھے فرمایا اگر کوئی حق تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لئے شان وشوکت اور زیب و زینت دینے والا لباس پہنے تو ثواب پائے گا اور اگر فخر و غرور کے لئے پہنے تو عذاب پائے گا۔

اور "خلاصہ" میں ہے خوش وضع لباس پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ وہ تکبر نہ کرتا ہو اور "مجمع النوازل" میں ہے خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَلَيْهِ رِدَآءٌ قِيْمَتُهُ أَلْفُ دِرْهَمٍ وَزْنـاً، وَقَـامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْهِ رِدَآءٌ قِيْمَتُهُ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ (یعنی، رسول اللہ ﷺ ایک روز باہر تشریف لائے حالانکہ آپ پر ایک چادر تھی جس کی قیمت وزن کے حساب سے ہزار درہم تھی اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے جبکہ آپ پر ایک چادر تھی جس کی قیمت چاندی کے چار لاکھ درہم تھی)۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایسی چادر استعمال فرماتے جس کی قیمت چار سو (۴۰۰) سونے کے دینار تھی اور اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے جب تم اپنے وطن لوٹو تو اپنے اوپر اچھے اچھے قیمتی کپڑے لازم سمجھو۔

اور آنحضرت ﷺ نے نقشدار جامہ زیب تن فرمایا نیز جامۂ سیاہ بھی پہنا ہے اور کھال کا کُرتا بھی زیب تن فرمایا ہے جس کی اطراف سندس (دیبا) سے سلی ہوئی تھیں۔

اور "قنیہ" میں ہے کہ طویل عمامہ سر پر باندھنا اور (زیادہ) کشادہ کپڑے پہننا ان علماء کے حق میں اچھا ہے جو اَعْلَامُ الْہُدیٰ (یعنی ہدایت کے جھنڈے) ہیں سوائے عورتوں کے (یعنی عورتوں کے حق میں زیادہ کشادہ کپڑے پہننا مناسب نہیں)۔

مگر جامہ پہننے میں اصل یہ ہے کہ وہ حلال کمائی سے ہو اور وہ جامہ جو حرام کمائی سے

[1] حُلّہ تہبند اور اوپر لینے والی چادر کے جوڑے کو کہتے ہیں (أشعة اللمعات، كتاب اللباس، الفصل الأول)

حاصل ہوا ہو، اس میں فرض و نفل کوئی نماز قبول نہیں ہوتی اور لباس میں افضل یہ ہے کہ درمیانہ کپڑا پہنے نہ انتہائی عمدہ اور نہ انتہائی ناقص اور وہ لباس جو لوگوں میں متعارف و مشہور ہے اسے آنحضرت ﷺ نے دو مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا، ایک مرتبہ نجاشی یعنی حبشہ کے بادشاہ نے ہدیۂ آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا تھا، آپ ﷺ نے پہنا اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور دوسری مرتبہ یمن کے تحائف و ہدایا میں آیا تھا اُسے پہن کر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمادیا۔

گریبان کا بیان:

اور جیب یعنی اس جامہ کا گریبان بائیں بغل کی جانب سے سِلا ہوا ہو اور اس کے باندھنے کا بند دائیں بغل کی جانب ہو، جیسا کہ اس زمانہ میں معمول اور معروف و مشہور ہے اور "روضة المعانی" اور "زاد الفقهاء" جو صاحب صحیح بخاری اور امام نووی کی تصنیف ہیں ان میں بھی اسی طریقے سے لکھا ہے کہ لباس کے گریبان کا منہ دائیں ہاتھ کی جانب ہو اور "روضہ" میں ہے گذشتہ زمانے میں جب غازی کفار کے ساتھ جنگ کے لئے جاتے اور ہر وقت غنیموں کی طرف سے فرصت نہ پاتے تو راہ چلتے روٹی و کھجور وغیرہ کھانے کی اشیاء کی جیب و گریبان میں حفاظت کرتے اور گھوڑے کی لگام بائیں ہاتھ میں تھامے لقمہ لقمہ اور ایک ایک کھجور دائیں ہاتھ سے نکال کر کھاتے۔

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جامہ کے گریبان کا یہی دستور تھا، جو لوگ اسے بدعتِ جدیدہ کہتے ہیں وہ (ان کی) نا سمجھی ہے اور بخارا میں اہلِ علم و فضل کُتب کے جزء اور نسخے جیب و گریبان میں رکھ لیا کرتے تھے اور راستے میں جیب و بغل سے نکال کر مطالعہ کرتے اور اپنی راہ چل دیتے، اور سلاطین و علمائے دین اور صلحائے اہل صدق و یقین کی مجالس میں کھانے سے فراغت کے بعد تبرّکاً و تیمناً روٹی (کا کچھ ٹکڑا) گریبان و بغل میں محفوظ کرلیتے تاکہ ہر خاص و عام جو اپنے گھر جائے، اپنے اہلِ خانہ کو تبرک سے نوازے اور رومال و نقدی کو جیب و گریبان میں محفوظ کرتے۔ ان تمام (کاموں میں) دائیں ہاتھ کا استعمال دائیں

ہاتھ کی طرف کے گریبان سے ہوتا اور اگر قمیص کے گریبان کا منہ بائیں جانب ہوتو بائیں جانب دائیں ہاتھ کے استعمال میں بہت حرج ہوگا اور گریباں کا منہ بائیں ہاتھ کی جانب رکھنا اسلام کے ممنوعات سے ہے، کہ مجوسیوں اور آتش پرستوں کا طریقہ ہے۔ بادشاہِ اسلام اور قاضی اسلام کو چاہئے اس طریقہ سے کہ گریبان کا منہ بائیں جانب ہوتو منع اور زجر کرے (یعنی مار وجھڑکی وغیرہ کے ذریعے روکے)۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز﷫ کے زمانے میں ایک شخص گواہی دینے کے لئے عدالت میں آیا جبکہ اس کے گریبان کا منہ اور باندھنے کا بند بائیں جانب تھا، قاضی شرع نے اس کی گواہی ردّ (یعنی نامنظور) کردی اور شیخ شرف الدین یحیٰ منیری علیہ الرحمہ جو علماء میں معتمد اور اپنے وقت کے شیخ تھے، انہوں نے بھی (اپنے مکتوب (۹۱) میں) اسی طرح لکھا ہے کہ قمیص میں گریبان دائیں جانب سینا سنّت ہے اس لئے کہ سیدھا ہاتھ اس میں آسانی سے جاسکے، قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بیان میں ہے: ﴿وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ﴾ [النمل: ۱۲/۲۷] ترجمہ: اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا (کنزالایمان)

اہلِ اسلام جو جامہ یا جیب سیتے ہیں اس میں بہت سے فائدے ہیں، بوقت ضرورت کنگھی اور دیگر چیزیں اس میں رکھ سکتے ہیں اور دائیں ہاتھ سے اُسے نکال سکتے ہیں اور عرب میں قصب الجیب کا استعمال ہے اس میں بھی عمل دائیں ہاتھ پر ہے۔

قمیص وغیرہ پہننے کا طریقہ:

اور قمیص، کُرتا اور جُبّہ پہننے میں سنّت یہ ہے کہ پہلے دایاں ہاتھ دائیں آستین میں داخل کرے پھر بایاں ہاتھ بائیں آستین میں۔

رداء و چادر کا بیان:

رداء و چادر دائیں ہاتھ سے بائیں کندھے پر ڈالے جیسا کہ معمول ہے اور میت کا لفافہ بھی اسی طریقہ سے لپیٹتے ہیں کیونکہ مُردہ کا لفافہ زندہ کی چادر ورداء کا حکم رکھتا ہے اور یہ طریقہ اکثر

کُتبِ فقہ میں لکھا ہوا ہے۔ اور وہ لوگ جو قیاس کرتے ہوئے قمیص کو رداء و چادر پہننے پر محمول کرتے ہیں خلافِ شرع ہے اور بدعت (یعنی غیر سنّت) کو رواج دیتے ہیں اس طریقہ سے بچنا چاہئے تاکہ ثواب پائیں اور عذاب سے بچیں۔

اور کُرتہ، جُبّہ اور خرقہ[1] میں آستین کشادہ کرنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنّت اور متقدمین مشائخ کا طریقہ ہے تاکہ بوقتِ وضو اور دوسرا کوئی کام کرتے وقت آستین بآسانی اوپر چڑھا سکیں اور اگر چاہیں تو تسبیح یا کوئی اور چیز بھی آستین میں رکھ سکیں اور آستین کے آخر اور قمیص کے پائیدان میں سنجاف سینا سنّت ہے اور صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان جو کُرتے اور جُبّے کو فراخ وکشادہ رکھتے تھے اس لئے کہ ان کے بدن ریاضت ومشقت اور قیام وصیام میں بہت زیادہ لاغر وضعیف رہتے تھے، لہٰذا وہ اپنی ہیبت و دلیری (کو قائم رکھنے) کے لئے (کشادہ لباس) پہنتے تھے تاکہ دشمنوں اور کافروں کی نظر میں حقیر نہ ٹھہریں اور انہوں نے جو کچھ بھی کیا وہ اپنے نفس کی خاطر نہ کیا بلکہ دین کی ترویج واستقامت کے لئے کیا۔

قبا کا بیان:

قبا اس جامہ کو کہتے ہیں جو گریبان دار ہو اور وہ عرب وعجم میں متعارف ہے اور عرب وعجم میں اس کا استعمال بہت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے پہنا ہے اس کے گریبان کا منہ اور اس کے باندھنے کے فیتے دائیں ہاتھ کو ہوتے تھے اور جُبّہ رومیہ بھی جس کی آستین تنگ ہوتی ہے، آنحضرت ﷺ نے زیب تن فرمایا ہے اور بوقتِ وضو ہاتھ آستین سے باہر نکال لیا کرتے یعنی وہ جُبّہ اتنا تنگ تھا کہ ہاتھ آستین سے باہر نکالے بغیر دھونا آسان نہ تھا اور ثابت ہے کہ آپ نے اسے سفر میں زیب تن فرمایا اور اسی پر اتفاق ہے اور کبھی جُبّہ وقبا گھنڈی دار زیب تن فرمایا ہے، قبا کو کبھی گھنڈی دار سیتے ہیں جیسا کہ اس زمانے میں گھنڈی دار جامہ قادری کے نام سے مشہور ہے۔

[1] قولہ: خرقہ، پرانا جامہ، گدڑی، فقیروں کا لباس

قمیص کی جیب کا بیان:

ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قمیص کا گریبان آپ کے سینہ مبارک پر تھا چنانچہ کثیر احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور محدثین نے اس کی تحقیق کی ہے، تمام دیارِ عرب خلفاً عن سلفٍ ابتدائے یمن سے انتہائے مغرب تک کا عُرف اس پر ہو چکا ہے اور بعض لوگ جنہیں سنت کا علم نہیں ہے وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ سینہ پر گریبان نکالنا بدعت ہے کیونکہ عجم[1] کے بعض شہروں میں سینہ پر گریبان رکھنا عورتوں کی عادت بن گئی ہے بعض فقہاء نے عورتوں کے ساتھ تشبیہ کی وجہ سے اس پر کراہت کا حکم لگایا ہے، اس میں کوئی شک نہیں یہ عادت (یعنی عورتوں کا سینہ پر گریبان رکھنا) حادث (یعنی یہ عادت بعد میں پیدا ہوئی) ہے اور تحقیق یہی ہے کہ نبی ﷺ کے پیراہن کا گریبان سینہ مبارک پر ہوتا تھا، فقہائے کرام نے جو کندھوں پر گریبان کے شگاف کو مقرر کیا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے گریبان جیب کے برعکس ہے اور اس مقدمہ کو میں نے ''مشکوٰۃ المصابیح'' کے فارسی ترجمہ اور اس کی عربی شرح[2] میں نہایت وضاحت سے لکھا ہے اور اگر کبھی کندھوں پر شگاف گریبان والا پیراہن آنحضرت ﷺ نے زیبِ تن فرمایا ہو اور اس کی سند فقہاء کو پہنچی ہو مگر علمائے حدیث کے مطابق سند قطعی کی کوئی جگہ نہیں (یعنی ان کے اصول کے مطابق قطعی سند کہیں نہیں)۔

خرقہ و فرجی کا بیان:

خرقہ، فرجی[3] (قبا کی ایک قسم ہے) اور لباچہ[4] (بالاپوش) جو علماء، مشائخ اور صلحاء پہنتے ہیں اگرچہ اس باب میں (یعنی اس کے متعلق) سند قوی نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ کے (ظاہری) زمانہ مبارکہ میں یہ لباس نہیں تھا، اگر کوئی پہنے تو مباح ہے کوئی حرج نہیں اور کہتے ہیں کہ فرجی کا

[1] عجم: بفتحتین غیر عرب ملک خصوصاً بمعنی ایران و توران اور غیر عرب لوگوں کو بھی عجمی کہتے ہیں (غیاث اللغات)

[2] فارسی ترجمہ کا نام "أشعة اللمعات" اور عربی شرح کا نام "لمعات التنقیح" ہے۔

[3] فرجی: یہ قبا کی ایک قسم ہے جس کے فیتے نہیں ہوتے بعض اس کے آگے بند لگا لیتے ہیں اور اکثر اس کو کپڑوں کے اوپر پہنتے ہیں (غیاث اللغات)

[4] لباچہ: بمعنی فرجی جو کپڑوں کے اوپر پہنتے ہیں اور بظاہر وہ قبا کی ایک قسم ہے (غیاث اللغات)

واضع (یعنی ایجاد کرنے والا) فرعون ہے، مگر یہ (بات) کُتُبِ معتبرہ میں نہیں دیکھی گئی اور نہ ہی پایۂ ثبوت کو پہنچی، لازم ہے کہ نماز کے وقت اس کی آستین پہنے رہیں نیچے نہ لٹکائیں اس لئے کہ یہ مکروہ ہے۔

اِزار کا بیان:

اور آنحضرت ﷺ کا تہبند مبارک ناف کے اوپر سے ٹخنوں کے اوپر تک ہوتا تھا اور اسی قدر مسنون ہے اور ناف (کے نیچے) سے گھٹنوں (سمیت) ستر (یعنی ڈھانکنا) فرض ہے، بعض نے ناف کو سترِ عورت (یعنی جس کا چھپانا فرض ہے) قرار نہیں دیا کیونکہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ناف کو آنحضرت ﷺ نے بوسہ دیا ہے۔ اسی قیاس پر سراویل (پاجامہ یا شلوار) ہے۔ جو سراویل عجم میں متعارف ہے اسے شلوار کہتے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی اِزار کی مقدار کے برابر ہونی چاہئے اگر ٹخنوں سے دو تین شکن نیچے ہو تو بدعت و گناہ[1] ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا"، یعنی، خدائے ﷻ بروزِ قیامت اس شخص کی جانب نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا جو تکبر، فضول خرچی اور نعمت کی ناشکری کے طور پر اپنی چادر گھسیٹے اور اسے (یعنی چادر، شلوار یا پاجامہ) لمبا کرے۔ اس قید سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر (چادر کا لمبا ہونا) از روئے تکبر نہ ہو، بلکہ کسی عذر کی وجہ سے ہو مثلاً (چادر کو) مرض اور تکلیف کی وجہ سے لمبا[2] کیا ہو (تو حرج نہیں)[3]۔

اور فقہاء کے نزدیک اِزار جو ٹخنوں سے نیچے ہو حرام ہے اور محض بدعت ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ"، (یعنی، جو شخص

[1] جبکہ پہننے والے نے تکبراً پہنی ہو یا فضول خرچی کے طور پر یا نعمت کی ناشکری کے طور پر۔

[2] جیسے موٹاپا اور پیٹ کا بڑا ہونا بھی ایسا عذر ہے جس کی بنا پر شلوار وغیرہ نیچے گر جاتی ہے۔

[3] اس کے تحت مصنف اپنی کتاب "أشعة اللمعات" شرح مشکوٰۃ کے کتاب اللباس میں لکھتے ہیں: اس قدر سے معلوم ہوا کہ اگر اس طرح نہ ہو (یعنی از راہِ تکبر، فضول خرچی اور نعمت کی ناشکری کے طور پر نہ ہو) تو حرام نہیں ہے، تاہم مکروہ تنزیہی ہے اور اگر کسی عذر مثلاً بیماری یا سردی کی بناء پر ہے تو چاہئے کہ مکروہ نہ ہو۔

بطورِ تکبر اپنا کپڑا گھسیٹے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جانب نظر (عنایت) نہیں فرمائے گا)[1]۔

---

[1] یہ وعید اس صورت میں ہے کہ جب ازار کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا بطورِ تکبر ہو ورنہ حرج نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی اجازت مرحمت فرمائی جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "الدیباج" میں اس حدیث کو نقل فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا: وقد رخص ﷺ فی ذلك لأبی بکر حيث كان جره لغير الخيلاء۔ (یعنی، تحقیق رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو اس معاملہ میں رخصت عطاء فرمائی کیونکہ آپ کا لٹکانا بغیر تکبر کے تھا) اور اگر کپڑا موڑ کر شلوار اونچی کی یعنی اوپر سے خرس لی یا نیچے سے پائنچہ موڑ دیا، تو کپڑے کے موڑنے یعنی کفِ ثوب کی وجہ سے نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہوگی۔ چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے بخاری شریف میں اس مسئلہ میں ایک باب متعین فرمایا ہے اور باب کا نام رکھا ہے باب لا يكف ثوبه فی الصلوة یعنی، نمازی حالتِ نماز میں اپنا کپڑا نہ موڑے، کا بیان۔ اور اس باب کے تحت حدیث شریف نقل کی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أُمِرْنَا أَنْ نَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَلَا نَكُفَّ ثَوْباً وَلَا شَعْراً" (صحيح البخاری، كتاب (۱۰) الأذان، باب (۱۳۳) السجود على سبعة أعظم، الحديث: ۸۱۰) یعنی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہمیں حکم ہوا کہ ہم سات ہڈیوں پر سجدہ کریں اور اپنے کپڑے اور بال نہ موڑیں۔ اسی حدیث کو امام مسلم وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کے بارے میں امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے فرمایا کہ هذا حديث حسن صحيح یعنی، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں فدلّ الحديث على كراهة الصلاة وهو معقوص الشعر ولو عقصه وهو فی الصلاة فسدت صلاته واتفق الجمهور من العلماء أن النهى لكل من يصلى كذلك سواء تعمده للصلاة أو كان كذلك قبلها لمعنى آخر۔ ملخصاً (عمدة القاری شرح صحيح البخاری تحت الحديث المذكور) یعنی، پس یہ حدیث اس حالت میں نماز پڑھنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے اور اگر یہ کام نماز کے اندر کیا جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور جمہور علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ کا (کفِ ثوب اور کفِ شعر کا) منع فرمانا ہر اس نمازی کے لئے ہے جو اس طرح نماز پڑھے خواہ وہ قصداً نماز کے لئے ہی ایسا کرے یا پہلے سے ایسا کئے ہوئے ہو۔ اور امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں ثم مذهب جمهور العلماء أن النهى مطلقاً لمن صلّى كذلك سواء تعمد للصلاة أم كان قبلها كذلك الخ (شرح صحيح مسلم للنووی) یعنی، جمہور علمائے کرام کا مذہب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان میں نہی (منع کرنا) مطلقاً ہے جو ہر ایسے نمازی کے لئے ہے جو اس طرح نماز پڑھے چاہے قصداً اس نے نماز کے لئے ایسا کیا ہو یا پہلے سے ایسے کئے ہوئے ہو۔ انہی احادیث کریمہ کی روشنی میں فقہائے کرام نے کفِ ثوب، کفِ شعر (کپڑا یا بال موڑنا) اور تکبر سے پائنچے لٹکانے کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں وكره =

اور فرمایا: "مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَهُوَ فِي النَّارِ"، (یعنی، تہبند کا جتنا حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ کی آگ میں ہے)[1]۔

= كفه أی رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل اور اس کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں ای كما لو دخل فی الصلاة وهو مشمر كمه او ذيله، وأشار إلى أن الكراهة لا تختص بالكف وهو فی الصلاة (الدر المختار، ورد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: فی الكراهة الخ) یعنی، اور کفِ ثوب مکروہ ہے یعنی کپڑا اُٹھانا اگرچہ مٹی سے بچانے کے لئے ہو جیسے آستین اور دامن موڑنا اگر ایسی حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستین یا اس کا دامن موڑا ہوا تھا اور اس قول سے اس کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ موڑنا حالتِ نماز کے ساتھ مخصوص نہیں خواہ نماز شروع کرنے سے قبل یا دورانِ نماز ہو، تمام صورتوں میں مکروہ ہے۔

[1] مصنف علیہ الرحمہ اپنی کتاب "أشعة اللمعات" کے كتاب اللباس، الفصل الأول میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں "یعنی قدم کا وہ حصہ جو ٹخنوں سے نیچے ہے اور اس پر تہبند بطور فخر لٹکایا ہوا ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ یہ فعل مذموم ہے اور اہل نار کے افعال میں سے ہے۔ اسی طرح علامہ طیبی (شارح مشکوۃ المصابیح) نے بیان کیا،

تنبیہ: خیال رہے کہ اکثر طور پر گھسیٹنے اور لٹکانے کی مذمت تہبند کے بارے میں واقع ہوئی ہے اور اس پر شدید وعید واقع ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ تہبند لٹکانے والے کو اس حال میں ادا کی گئی نماز دوبارہ لوٹانے کا حکم دیا جیسا کہ مشکوۃ شریف کے ابتدائی حصے میں گزرا۔ احادیث میں آیا ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات سب بخش دیئے جاتے ہیں سوائے والدین کے نافرمان، عادی شرابی اور چادر لٹکانے والے کے، اور تحقیق یہ ہے کہ لٹکانا تمام کپڑوں میں پایا جاتا ہے، جو کپڑا سنت کی موافقت اور حاجت سے زیادہ ہو وہ اسبال (لٹکانے) میں داخل ہے؛ تہبند کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس میں یہ عمل عموماً زیادہ واقع ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں اکثر لوگوں کا لباس تہبند اور اوپر لپٹنے والی چادر تھا، دوسری فصل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لٹکانا تہبند، قمیص اور عمامہ میں پایا جاتا ہے۔ جس نے ان میں سے کسی چیز کو بطورِ تکبر لٹکایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔ اس حدیث سے پہلے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مذکور میں مطلق کپڑے کے گھسیٹنے کا ذکر ہے۔ تہبند میں اصل یہ ہے کہ نصف پنڈلی تک ہو۔ نبی کریم ﷺ کا تہبند اسی طرح ہوتا تھا۔ اور ارشاد فرمایا کہ مومن کا تہبند آدھی پنڈلی تک ہے اور ٹخنے سے اوپر تک رخصت ہے، قبا اور پیراہن کے دامن کا بھی یہی حکم ہے۔ آستین میں سنت یہ ہے کہ ہاتھ کے جوڑ تک ہو، عمامہ میں لٹکانا یہ ہے کہ شملہ لمبائی میں عادت سے زیادہ ہو اس کی انتہا یہ ہے کہ نصف پشت تک ہو، اس سے زیادہ بدعت ہے اور لٹکانے کے فعلِ حرام ہونے میں داخل ہے۔ عرب کے بعض علاقوں میں جو لمبائی اور چوڑائی میں زیادتی پائی جاتی ہے خلافِ سنت ہے، اور اگر بطورِ تکبر ہو تو حرام (یعنی مکروہ تحریمی) ہے۔ اور جو عرف و عادت اور کسی قوم کی علامت کے طور پر عام ہو جائے تو اس میں حرج نہیں اگرچہ زیادتی کراہت (یعنی کراہت تنزیہی) سے خالی نہیں ہے الخ

آستین کا بیان:

اور آنحضرت ﷺ کے مبارک پیراہن، جامہ، قبا اور جبّہ کی آستین کبھی کلائی کے جوڑ (یعنی پہنچے) تک اور کبھی انگلیوں کے سروں تک گرمی اور سردی کے دنوں کے موافق مقرر ہوتی۔ کبھی ان دونوں (یعنی گرمی وسردی) کے لحاظ کے بغیر بھی ہوتی اور آنحضرت ﷺ کا مبارک جامہ اور قباء کمر کے شکن کے بغیر ہوتا۔ اور کمر کا شکن زینت ہے اور آنحضرت ﷺ کے مبارک جامے زائد بندوں کے بغیر ہوتے یعنی کاج کے علاوہ جامہ کا باندھنا کسی اور چیز سے نہ تھا اور علماء متأخرین نے اس بارے میں لا بأس (یعنی، کوئی حرج نہیں) فرمایا ہے۔

ریشمی لباس کا حکم:

ریشمی لباس پہننا مَردوں کو حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ"[1] (یعنی، جس (مرد) نے دنیا میں ریشم پہنا تو آخرت میں اسے نہیں پہنے گا) اور رسول اللہ ﷺ نے چار انگل سے زیادہ ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ إِلَّا فِيْ مَوْضَعِ أُصْبَعٍ أَوْ أُصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعَ، (یعنی، رسول اللہ ﷺ نے ریشم کے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر ایک یا دو یا تین یا چار انگلیوں کی مقدار)[2] اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

[1] یہ حدیث چار صحابہ علیہم الرضوان سے مروی ہے حضرت عمر، انس، ابن زبیر اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا میں صرف وہی ریشم پہن سکتا ہے جس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں رواہ البخاری ومسلم (مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الاول) یعنی جس کے لئے آخرت کی نعمتوں میں سے کوئی حصہ نہیں، یا آخرت کے عقیدے سے کوئی حصہ نہیں ہے یا آخرت میں ریشم پہننے والوں کے لئے کوئی حصہ نہیں جیسا کہ گذشتہ حدیث میں فرمایا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہنے گا۔ (أشعة اللمعات شرح مشکوۃ، کتاب اللباس، الفصل الاول)

[2] اس حدیث کے تحت مصنف اپنی کتاب "أشعة اللمعات شرح مشکوۃ"، کتاب اللباس، الفصل الأول میں لکھتے ہیں "ہوسکتا ہے کہ ایک وقت میں دو انگلی سے زیادہ ریشم کا استعمال جائز نہ ہو بعد ازاں چار انگشت تک اجازت دے دی۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چہار انگشت سے زیادہ جائز نہیں۔ احناف کا بھی یہی مذہب ہے۔ اتنی مقدار سے مراد یہ ہے کہ ایک جگہ نہ ہو، مطلب یہ نہیں تمام کپڑے سے اگر جمع کریں تو چہار انگشت تک پہنچے"۔

أَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِيْ شِمَالِهِ، فَقَالَ: "إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ أُمَّتِيْ"، (یعنی، نبی ﷺ نے ریشم اپنے دائیں ہاتھ میں اُٹھا کر رکھا اور سونا بائیں ہاتھ میں اور فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مَردوں پر حرام ہیں)۔

اور ریشمی لباس مَردوں اور بچوں[1] کو پہننا حرام ہے مگر عورتوں اور نابالغہ لڑکیوں کو جائز ہے اور اگر خارش اور جرب[2] (کھجلی) دور کرنے کی غرض سے اور دفع سوداء کے لئے پہنا تو جائز ہے نیز جوئیں دور کرنے کے لئے ریشمی کپڑا پہنے تو اس میں کوئی حرج نہیں[3]۔ اور اگر معجون میں ریشم ملا کر کھائے تو جائز ہے۔ اور ریشمی لباس صحابیِ رسول ﷺ حضرت زبیر بن العوام اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے لئے مباح تھا کیونکہ جوؤں کی وجہ سے ان کے بدن میں خارش تھی۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ریشم پہننا حرام ہے سوائے حاجت ومصلحت کے اور یہی مذہب شافعی ہے اور امام مالک کے نزدیک اصلاً جائز نہیں اور (علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ نے) "ہدایہ" میں فرمایا اور صاحبین کے نزدیک ریشم اور دیبا (ایک قسم کا ریشمی کپڑا) جنگ میں پہننے میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ (ریشم) ہتھیار کی سختی کو دور کرنے والی چیز ہے اور دشمن کی

[1] بچے کو اگر ریشمی لباس پہنایا تو گناہ پہنانے والے کو ہوگا اور یہی حکم زیور کا ہے کیونکہ "درمختار" میں ہے کہ جس کا پہننا اور پینا حرام ہے اس کا پہنانا اور پلانا بھی حرام ہے (کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس)

[2] جرب تر خارش کو کہتے ہیں جس سے مواد نکلے۔

[3] مصنف علیہ الرحمہ "أشعة اللمعات" شرح مشکوۃ، کتاب اللباس، الفصل الأول میں لکھتے ہیں "خیال رہے کہ خارش کا سبب چبھنے والے تیز بخارات ہیں، خشک خارش کا سبب جلے ہوئے صفراء کا خون میں مخلوط ہو جاتا ہے اور تر خارش کا سبب بلغم شور (نمکین) کا خون میں مل جاتا ہے۔ اکثر طور پر یہ نمکین، میٹھی چیزوں اور گرم سبزیوں کے کھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا علاج طب کی کتابوں میں مذکورہ ہے۔
بعض اوقات جوؤں کی کثرت کی بنا پر بھی ہو جاتی ہے۔ شارحین کہتے ہیں دونوں صحابیوں (حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما) کو جوؤں کی زیادتی کی وجہ سے خارش تھی۔ نبی ﷺ نے اس خارش کا علاج ریشمی کپڑے پہننے سے کیا۔ یہ بھی کہتے ہیں ریشم کے خواص میں سے دل کی تقویت اور فرحت دینا ہے۔ نیز سوداء اور اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں کو دفع کرتا ہے اور یہ گرم تر ہے الخ

نظر میں مہیب تر[1] ہے اور امام اعظم امام ابوحنیفہ کے نزدیک اطلاق نہی کے سبب سے (ریشمی لباس جنگ میں بھی) مکروہ ہے اور ضرورت مخلوط (یعنی جو ریشم اور سوت سے ملا کر بُنا ہوا ہو) سے مُندفع (یعنی دور) ہو سکتی ہے اور صاحبین کہتے ہیں کہ خالص ریشم دافع تر (یعنی زیادہ دفع کرنے والا) ہے (نہ کہ مخلوط)۔

معصفر اور مزعفر لباس:

اور مُعَصْفَر اور مُزَعْفَر (یعنی کسم اور زعفران سے رنگا ہوا) لباس خاص طور پر مَردوں کے لئے حرام ہے[2] اور مُعصفر (یعنی کسم میں رنگے ہوئے) لباس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے ان میں سے بعض تو مطلقاً حرام کہتے ہیں اور بعض مباح اور کہتے ہیں کہ اگر بُننے کے بعد رنگا گیا ہو تو حرام ہے اور اگر رنگنے کے بعد بُنا ہو تو مباح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر اس کی بُو زائل ہو گئی ہو تو مباح ہے ورنہ حرام اور بعض کہتے ہیں مجالس و محافل میں اس کا پہننا مکروہ ہے اور اگر گھر میں پہنیں تو مختار ہیں اور (پہننا) درست ہے اور حنفی مذہب کے مطابق اس میں کراہت تحریمی ہے اور

[1] یعنی دشمن کی نظر میں ایسے شخص کی ہیبت زیادہ ہوتی ہے۔

[2] حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر عصفر سے رنگے دو (سرخ) کپڑے دیکھے تو فرمایا یہ کپڑے، کافروں کے کپڑوں کی جنس سے ہیں (یعنی ان کا پہننا کافروں کے لائق ہے) تم انہیں نہ پہنو اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا انہیں دھو ڈالوں؟ فرمایا بلکہ انہیں جلا دو، اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں شارحین (حدیث شریف کی شرح کرنے والوں) نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کپڑوں کو جو جلانے کا حکم دیا تو اس سے مراد شاید تاکید تھی کہ ان کپڑوں کو جیسے بھی ہو سکے تجارت یا ہبہ کے ذریعے اپنی ملکیت سے نکال دو، اور اپنے آپ سے جُدا کر دو، دھونے کا حکم اس لئے نہیں دیا کہ عصفر سے رنگا ہوا کپڑا اگرچہ مَردوں کے لئے حرام اور مکروہ ہے لیکن عورتوں کے لئے مکروہ نہیں ہے لہٰذا کپڑوں کو دھو کر ان کا رنگ اتارنے میں مال کا ضائع کرنا ہے، اس لئے عورتوں کو دے دو یا بیچ دو یا کسی کو ہبہ کر دو تا کہ دوسری عورتیں ان سے نفع حاصل کریں ایک روایت میں آیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے ظاہر امر کے پیش نظر جا کر ان کپڑوں کو جلا دیا۔ دوسرے دن دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور حقیقت حال بیان کی تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: تم نے وہ کپڑے اپنے گھر والوں کو کیوں نہ پہنا دیئے؟ کیونکہ یہ کپڑے عورتوں کو پہننا جائز ہے، رواہ ابوداؤد (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني) اس روایت کے قرینہ کی بنا پر جلانے کو خلاف ظاہر پر محمول کیا ہے الخ (أشعة اللمعات شرح مشكوة، كتاب اللباس، الفصل الأول)

اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے[1]۔

سُرخ لباس:

اور سُرخ رنگ جو مُزعفر نہ ہو اس میں اختلاف ہے اور شیخ قاسم حنفی جو مصر کے اکابر علمائے متاخرین میں سے ہوئے ہیں (اور علامہ قسطلانی کے استاد ہیں) انہوں نے تحقیق فرمائی اور فتویٰ دیا کہ حرمت رنگ کی بنا پر ہے لہٰذا ہر سُرخ رنگ (مرد کے لئے) حرام و مکروہ ہوگا[2]۔

اور آنحضرت ﷺ نے گلیم (کمل چادر) زیب تن فرمایا ہے: وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ، یعنی، رسول اللہ ﷺ پر ریشم یا سیاہ بالوں کی یا کتان یا خز کی ایک چادر تھی، قاموس میں ہے مِرْحل بکسرِ میم وسکونِ را کے ساتھ اُون یا کتان کی چادر ہے اور ''نہایہ'' میں ہے مِرْط اُون کی ہوتی ہے اور خز کی بھی، اور اس کے علاوہ کی بھی ہوتی ہے اس مقدمہ کی شرح و بسط ہم (یعنی شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی) نے "مشــكاة المصابيح" کے ترجمہ (أشعة اللمعات) میں کی ہے وہاں ملاحظہ کیجئے۔

موزہ کا بیان:

موزے کا سیاہ رکھنا سنّت ہے اور زرد کی رخصت ہے اور سُرخ بدعت (یعنی غیر مسنون) ہے، حدیث شریف میں ہے: لِأَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذِجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا، یعنی، کیونکہ (حبشہ کے بادشاہ) نجاشی نے نبی کریم ﷺ کو دو سادہ سیاہ موزے ہدیۃً بھیجے تو آپ ﷺ نے انہیں زیب قدم فرمایا اور ان پر مسح

[1] اسی طرح "أشعة اللمعات" شرح مشكوة (كتاب اللباس، الفصل الأول) میں بھی ہے۔

[2] اس موضوع پر علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی متوفی ۱۱۷۴ھ کی عربی میں "القول الأنور في بيان حكم لبس الأحمر" کے نام سے ایک مستقل تصنیف ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ مع تحقیق و تخریج احادیث ادارہ "دار إحياء العلوم"، کراچی کی نئی آنے والی اشاعتوں میں شامل ہے۔

فرمایا۔ موزہ پر مسح[1] سنّتِ رسول ﷺ سے ثابت ہے اور اسے وہی ترک[2] کرتا ہے جو گمراہ یا بدعتی ہوگا۔ اگر موزے طہارت کاملہ پر پہنے ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے یعنی معذور و متیمم (یعنی تیمم کئے ہوئے) نہ ہو کیونکہ ان کی طہارت ناقص ہے اور اگر کوئی مسلمان پہلے پاؤں دھو کر موزے پہن لے پھر حدث کے بعد پورا وضو کرے تو ہمارے امام کے نزدیک اُسے موزے پر مسح کرنا جائز ہے اور جوراب پہننا بھی جائز ہے کہ موزہ کے حکم میں ہے۔

نعل کا بیان:

اور نعل (جوتی، پاپوش) پہننا سنّت ہے: عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ: كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟، قَالَ: كَانَ لَهُمَا قِبَالَانِ، (یعنی، حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس ﷺ سے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی نعلین میں دو قِبال[3] (یعنی دو تسمے یا فیتے) تھے۔ قِبال بمعنی دوالِ نعلین (چمڑے کا تسمہ) کے ہے، جو دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے اسے شراک بھی کہتے ہیں۔

---

[1] جس موزے پر مسح جائز ہے اس کی "چند شرطیں ہیں۔ (۱) موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک انگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے ایڑی نہ کھلی ہو۔ (۲) پاؤں سے چپٹا ہو کہ اسکو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل سکیں (۳) چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی اور دبیز چیز کا جیسے کرچ وغیرہ **مسئلہ** ہندوستان میں جو عموماً سوتی یا اونی موزے پہنے جاتے ہیں ان پر مسح جائز نہیں ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے (۴) وضو کر کے پہنا ہو یعنی پہننے کے بعد اور حدث سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص باوضو ہو خواہ پورا وضو کر کے پہنے یا صرف پاؤں دھو کر پہنے بعد میں وضو پورا کر لیا"۔ (بہارِ شریعت، حصہ (۲)، موزوں پر مسح کے مسائل)۔

[2] موزے پر مسح کے جواز اور اس کے سنّت سے ثابت ہونے کا انکار کرنے والا گمراہ اور اہلسنّت سے خارج ہے

[3] قِبال: قاف کے نیچے زیر، وہ فیتہ جو دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے نبی کریم ﷺ کے مبارک جوتے کے فیتے تھے ایک فیتہ انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان دوسرا چھنگلی کے ساتھ والی انگلی اور درمیانی انگلی کے درمیان رکھتے، علامہ جزری نے "تصحیح المصابیح" میں اسی طرح ذکر کیا ہے جیسے سید جمال الدین محدث نے "روضۃ الاحباب" میں نبی اکرم ﷺ کے نعل مبارک اور اس کی تصویر کے بیان میں تحقیق فرمائی ہے۔ (أشعة اللمعات، کتاب اللباس، الفصل الأول)

ننگے پاؤں چلنے کا بیان:

اعلانِ نبوّت سے قبل آنحضرت ﷺ ایامِ عُسرت (یعنی ظاہری تنگی کے دنوں) میں ننگے پاؤں چلا کرتے تھے اور ابتدائے اعلان نبوّت سے انتہائے مرضِ وصال باکمال تک برہنہ پا کبھی بھی نہ چلے سوائے صحنِ کعبہ اور اسی طرح جائے عبادت میں اور بعض اعزّہ صالحین جو کوچہ و بازار میں برہنہ پا چلتے ہیں خلافِ سنّت ہے[1] اور اگر صحرا (یعنی جنگل میں) ہو اور انکسارِ نفس اور تواضع کے لئے برہنہ پا چلے تو جائز ہے یا تنگی کے سبب سے اور افلاس کے باعث جوتے میسّر نہ ہوں (تب بھی جائز ہے)۔

کمر بند باندھنے کا بیان:

اور آنحضرت ﷺ کے اپنی مبارک کمر پر پٹکا باندھنے میں اختلاف ہے اور قمیص پر پٹکے کا باندھنا مکروہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نہیں باندھا ہے اور جنگ و جہاد یا سفر میں کمر بند کا باندھنا ممنوع نہیں چاہے جامہ پر ہو یا پیراہن پر۔

نیا کپڑا کاٹنا اور نیا لباس پہننا:

اور "الــــروضة" میں ہے کہ جب نیا کپڑا کاٹے یا پہنے تو (یہ کام) مبارک ایام میں کرے چنانچہ منقول ہے: "مَنْ قَطَعَ الثَّوْبَ فِيْ يَوْمِ الْأَحَدِ، أَصَابَهُ الْغَمُّ وَلَمْ يَكُنْ مُبَارَكاً، وَمَنْ قَطَعَ فِيْ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ كَانَ مُبَارَكاً، وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ الثُّلَثَاءِ سَرِقَهُ السَّارِقُ، أَوْ أَغْرَقَهُ الْمَاءُ أَوْ أَحْرَقَهُ النَّارُ وَمَنْ قَطَعَ فِيْ يَوْمِ الْأَرْبَعَاءِ وَسَّعَهُ اللّٰهُ فِي الرِّزْقِ، وَلَمْ يَبْعَثْ مُشَقَّةً إِلَيْهِ، وَيَكُوْنُ لَهُ السَّفِيْنَةُ، وَمَنْ قَطَعَ فِيْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ يَرْزُقُهُ اللّٰهُ الْعِلْمَ وَوَسَّعَ رِزْقَهُ وَيُكْرِمُهُ عِنْدَ النَّاسِ، وَمَنْ قَطَعَ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ يَطُوْلُ الْعُمْرُ وَيَزِيْدُ دَوْلَتُهُ، وَمَنْ

---

[1] مقدس سرزمین مثلاً مکۂ مکرّمہ و مدینہ طیبہ میں ادب کے طور پر برہنہ پا چلنا اس حکم میں شامل نہیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور سینا کی مقدس وادی میں اپنے رب سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے ہیں تو خود رب تعالیٰ انہیں جوتے اُتارنے کا حکم فرماتا ہے: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ پارہ: ۱۶، رکوع ۱۵، ترجمہ: تو اپنے جوتے اتار ڈال، بے شک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے (کنز الایمان) حضرت امام مالک ﷺ مدینہ پاک ہی میں سکونت پذیر تھے مگر زندگی بھر آپ نے یہاں جوتے نہیں پہنے (عام کتب سیرت)۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت نے "انوار البشارہ" میں تحریر فرمایا کہ "جب حرمِ مدینہ نظر آئے تو بہتر ہے کہ پیادہ ہو لو۔ اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ۔

جائے سر است اینکہ تو پا می نہی   پائے نہ بینی کہ کجا می نہی

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا   ارے سر کا موقع ہے او جانے والے"

قَطَعَ فِیْ یَوْمِ السَّبْتِ یَکُوْنُ مَرِیْضاً مَادَامَ الثَّوْبُ فِیْ بَدَنِہٖ"، (یعنی، جو شخص اتوار کے دن کپڑا کاٹے اُسے غم پہنچے گا اور وہ کپڑا (اسکے لئے) مبارک نہ ہوگا، اور جو پیر کے روز کاٹے تو (اسکے لئے) مبارک ہوگا، اور جو منگل کے دن کاٹے تو (اسے) چور چرا لے گا، یا وہ (کپڑا) پانی میں ڈوبے گا یا اُسے آگ جلا دے گی، اور جو بروز بدھ کاٹے تو اللہ تعالیٰ اس کا رزق کشادہ فرمائے گا اور اس کی طرف مشقت نہیں بھیجے گا اس کے لئے سفینہ ہوگا، اور جو جمعرات کو کاٹے تو اللہ تعالیٰ اُسے علم عطا فرمائے گا اور اس کے رزق کو کشادہ فرما دے گا اور اُسے لوگوں میں مکرّم بنا دے گا، اور جو جمعہ کے دن کاٹے تو اس کی عمر لمبی ہوگی اور دولت زیادہ ہوگی، اور جو ہفتہ کے روز کاٹے تو جب تک کپڑا اس کے بدن پر رہے گا وہ مریض رہے گا)[1]۔

اور "زاد المتوزعین" میں مذکور ہے یہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال میں سے ہے اور حدیث سے ثابت نہیں مگر حدیث شریف میں اسی قدر ہے کہ نیا لباس شب جمعہ یا بروز جمعہ بنیتِ نمازِ جمعہ پہنے اور عیدین میں نیا لباس پہنے اگر میسّر ہو سکے، کہ اس میں برکت ہے، اور سنّت ہے کہ جو بھی نیا لباس پہنے اُسے مبارک باد دینا چاہیے کہ اس لباس میں اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے لطف و کرم سے برکت اور خوشی ہے، اور "الروضۃ" میں ہے جب کوئی شخص نیا لباس پہنے تو دس بار سورت ﴿إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ﴾ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور اس پانی کے چھینٹے لباس پر مارے کہ برکت ہوگی اور لباس بنیّت نماز پہنے، اور نیا لباس پہننے کے بعد شکرانے کے دو رکعت (نفل) پڑھے اور اسکے بعد یہ دعا مانگے: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا أُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَأَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ، (یعنی، اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے، جس نے مجھے وہ پہنایا جس سے میں نے اپنی شرمگاہ کو ڈھکا اور میں نے اس کے ساتھ اپنی زندگی میں زینت حاصل کی)، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ، (یعنی، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے میری طاقت و قوت کے بغیر یہ کپڑا پہنایا)، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِرَحْمَتِہٖ تَصْلَحُ الْفَاسِدَاتُ وَتَنْزِلُ الْبَرَکَاتُ، (یعنی، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس کی نعمت سے اچھے اعمال پورے ہوتے ہیں اور جس کی رحمت سے خرابیاں زائل ہوتی ہیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں)۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ثَوْباً مُبَارَکاً

[1] پس ہفتہ، اتوار اور منگل کو احتراز کرنا چاہیے۔

أَشْکُرُ فِیْہِ نِعْمَتَکَ وَأُحْسِنُ فِیْہِ عِبَادَتَکَ، وَأَعْمَلُ فِیْہِ بِطَاعَتِکَ وَأَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ اَلْتَجِیُ إِلَی اللّٰہِ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنِ اسْتِیْلَاءِ النَّفْسِ بِقَلِیْلٍ وَّکَثِیْرٍ اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَطْلُبُ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ وَالنُّقٰی فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعِفَّۃَ وَالْغِنٰی وَالتَّوْفِیْقَ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی، (یعنی، ہر حال میں تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اے اللہ اسے ایسا مبارک کپڑا بنا دے جسے پہن کر میں تیرا شکر ادا کروں اور بہتر طور پر تیری عبادت کروں اور تیری فرمانبرداری کے کام کروں اور میں اللہ سے مدد چاہتا ہوں اور اللہ کی بارگاہ میں التجاء کرتا ہوں اللہ سے نفس کے کم و بیش غلبے سے پناہ مانگتے ہوئے۔ اے اللہ میں تجھ سے دین و دنیا و آخرت میں گناہوں کی معافی اور کامل صحت اور ہر برائی سے بقاء اور ستھرائی طلب کرتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے ایسی ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی، ظاہری، باطنی غِناء اور توفیق کا سوال کرتا ہوں جیسا کہ تجھے پسند ہے اور جس سے تو راضی ہوتا ہے)۔

(جو شخص ایسا کرے) تو یہ لباس ابھی اس کی گردن پر نہ پہنچے گا کہ اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور سنّت ہے کہ جب لباس اُتارے تو اسے لپیٹے اور تہ کرے اور حفاظت سے رکھے ورنہ شیطان اسے پہن لیتا ہے اور موزہ کو بھی حفاظت سے رکھے، اور نیا لباس پہنتے وقت تعوّذ ﴿أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ اور تسمیہ ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ پڑھے اور اگر نیا لباس یا نیا عمامہ یا نئی چادر یا نئے موزے پہنتے وقت سورۂ فاتحہ (﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ سے آخر تک) پڑھے تو پہننے والے کے بدن میں سرور پیدا ہو اور صحت و عافیت سے رہے اور مرض دور ہو اگر مقروض ہو تو اس سے خلاصی ہو، اور جلد تر دوسرا لباس میسّر ہو اور چاہئے کہ پُرانا لباس کسی فقیر و مسکین کو دے دے اور اگر اہل و عیال مستحق ہوں تو ان کو دے دے کہ اس میں اجر بے حساب اور ثواب بے شمار ہے۔

اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ

وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ وَاللّٰہُ أَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ

تمت بحمد اللہ تعالیٰ ترجمة "کشف الالتباس فی استحباب اللباس"

بعد از ظہر ۲:۵۸، ۳۰ ربیع الآخر ۱۴۲۴ھ، یکم جولائی ۲۰۰۳ء محمد عطاء اللہ النعیمی عفی عنہ

كَشْفُ الْاِلْتِبَاسِ فِی اسْتِحْبَابِ اللِّبَاسِ

لِلشَّيْخِ الْمُحَقِّقِ الشَّاه عَبْدِ الْحَقّ بْنِ سَيْفِ الدِّيْن الْمُحَدِّث
الدِّهْلَوِیّ الْبُخَارِیُّ الْحَنَفِیّ
(المتوفی ۱۰۵۲ھ)

فہرست

بسم الله الرحمن الرحيم

بعد حمد وستائش الٰہی وپس از نعت وتحیت رسالت پناہی نمودہ می آید کہ ایں رسالہ ایست مختصر در بیان آدابِ لباس حضرت سیّد البشر صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وتابعیہ وتبع تابعیہ الی یوم الحشر والنشر۔ غرض اصلی ومقصد کلی آنست کہ بہرۂ تام وفیضِ عام ازیں دستور فائض النور بمسلمین ومؤمنین رسد ولباسے کہ قطع کردن وپوشیدن آں بدعت ست وطریق بدمذہباں وگمراہان ست ازو باز مانند واجتناب نمایند وحظی نصیبی بمتابعت سنت سنیہ برگزیند وثوابِ جمیل واجرِ جزیل فائز گردند وتیمن وبرکت ازاں حاصل کنند بدعاے خیر فقیر حقیر عبد الحق بن سیف الدین دہلوی البخاری را یاد آرند وبفاتحۂ فاتحہ[1] مستطاب[2] گردانند و باللّٰہ التوفیق.

ذکر آدابِ لباس:

بدانکہ لباس مصدر ست بمعنی ملبوس چنانچہ کتاب بمعنی مکتوب واسم لباس شامل ست بدستار وپیراہن وجُبّہ وکلاہ ورداء وازار وغیرہ وآنچہ در پوشش بباید پس برمومناں مخفی نماند کہ لباس آنحضرت سید الانبیاء سند الاصفیاء ﷺ اکثر از پارچۂ سفید بود ولباس سفید رابسیار دوست میداشتند چنانچہ در خبراست قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: "عَلَيْكُمْ بِالْبِيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ

[1] قولہ: فائحہ، بکسر ہمزہ کہ حرف سوم ست وحای مہملہ بوی خوش دہندہ وبوی خوش ماخوذ از فوح کہ بمعنی دمیدن وبوی خوش آمدہ از منتخب ومنقول از زبدۃ الفوائد (غیاث اللغات)۔

[2] قولہ: مستطاب، بالضم خوش آمدہ وپاک آمدہ لذیذ اسم مفعول از استطاب ست ماخذ این طیب است از منتخب وکشف الطائف (غیاث اللغات)۔

لِيَلْبِسْهَا أَحْيَائُكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا أَمْوَاتَكُمْ فَإِنَّهَا مِنْ خِيَارِ ثِيَابِكُمْ"[1]، وَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ: "اِلْبَسُوا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ"[2]، وفى "بستان" فقيه أبى الليث: يستحب البيض والخضر من الثياب وفى "الشرعة": أحب الألوان البياض والنظر إلى الخضر يزيد فى البصر وقد لبس رسول الله ﷺ البرد الأخضر ولبس الأخضر سنة ويجتنب الرجال الحمرة والصفرة من الثياب وفي

(١) أخرجه البيهقى فى سننه الكبرى برقم: ٦٦٩١، فى كتاب الجنائز، باب (٥٠) استحباب البياض فى الكفن، والنسائى فى سننه الكبرى، برقم: ٩٦٤٤، وفى سننه المجتبىٰ برقم: ٥٣٣٧، فى كتاب (٤٨) الزينة، باب (٩٩) الأمر بلبس البيض من الثياب، وعمر بن الضحاك الشيبانى فى الأحاد والمثانى برقم: ١٣١٤، فى سمرة بن جندب، والطبرانى فى الكبير، برقم: ٦٩٧٦، والزهرى فى الطبقات الكبرىٰ فى ذكر لباس رسول الله ﷺ وما روى فى البياض، والترمذى فى سننه برقم: ٩٩٤، فى كتاب (٨) الجنائز، باب (١٨) ما يستحب من الأكفان، وفى الشمائل برقم: ٦٨، فى باب (٨) ما جاء فى لباس رسول الله ﷺ، والبغوى فى شرح السنة (٥/٣١٤)، وابن ماجة فى سننه برقم: ١٤٧٢، فى كتاب (٦) الجنائز، باب (١٢) ما جاء فيما يستحب من الكفن، وأبو داود فى سننه برقم: ٤٠٦١، فى كتاب (٢٦) اللباس، باب (١٦) فى البياض۔

قال السندى: قوله: (فإنها أطهر وأطيب) لأنه يلوح فيها أدنى وسخ فيزال بخلاف سائر الألوان والله تعالىٰ أعلم (حاشية السندى على سنن النسائى).

(٢) أخرجه الترمذى فى سننه، برقم: ٢٨١٠، فى كتاب (٤٤) الأدب، باب (٤٦) ما جاء فى لبس البياض، وفى الشمائل برقم: ٦٩ فى باب (٨) ما جاء فى لباس رسول الله ﷺ، والطبرانى فى الكبير، برقم: ٥٦٠، والعسقلانى فى تلخيص الحبير برقم: ٦٦١، والأنصارى فى خلاصة البدر المنير برقم: ٧٧١، والأصبهانى فى حلية الأولياء (٤/٣٧٨)، والنسائى فى سننه الكبرى برقم: ٥٣٢٢، فى كتاب الزينة: باب الأمر بلبس الثياب البيض، و ابن ماجة فى سننه برقم: ٣٥٦٧، فى كتاب (٣٢) اللباس: باب (٦) البياض من الثياب، و أبو داود فى سننه برقم: ٤٠٦١، فى كتاب (٢٦) اللباس، باب (١٦) فى البياض، و أحمد فى مسنده برقم: ٢٢١٩، ٣٤٢٦، ٢٠٣٦٥، ٢٠٤١٦، ٢٠٤٤٧، ٢٠٤٦٣، ٢٠٤٨١، والحاكم فى المستدرك (١/٣٥٤)، فى كتاب الجنائز، والبغوى فى شرح السنة برقم: ٣٠٨٧، (١٢/١٨)، والبيهقى فى سننه الكبرى، برقم: ٦٦٩٠، فى كتاب الجنائز، باب (٥٠) استحباب البياض فى الكفن، وفى الآداب برقم: ٧٤٨، والطيالسى فى مسنده برقم: ٨٩٤.

"الملتقط" ولبس السواد ليس بسنّة ولا فيه فضل بل كراهة لأنه بدعة محدثة بعد رسول الله ﷺ وفي "روضة العلماء": أن أبا حنيفة رحمه الله قال: لبس السواد لا يجوز لأنهم كانوا لا يلبسون ذلك في زمانه ويعدونه عيباً، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى: يجوز لأن في زمانهما كانوا يلبسون ويفتخرون به، وفي "الكنز" وندب لبس السواد.

ذکرِ عمامہ:

وفی "الشِرعة": وقد لبس النبی ﷺ عمامة سوداء ویرسل ذنبه بین کتفیه پس دربستن دستار سنت آنست کہ سفید باشد بے آمیزش رنگ دیگر و دستار مبارک آنحضرت ﷺ در اکثر اوقات سفید بود وگاہے سیاہ واحیاناً سبز، فاما بعضے گفتہ اند کہ در وقت جنگ وغزا بر سر مبارک آنحضرت ﷺ دستار سیاہ بود وبعضے گفتہ اند کہ از سبب مِغْفَر یعنی خود رنگ دستار مبارک سیاہ وتیرہ شدہ بود والّا آں دستار سفید[1] بود فاما مقرر آنست کہ گاہ گاہ دستار سیاہ رنگ آنحضرت ﷺ بستہ اند ودستار خانگی رسول اللہ ﷺ ہفت گز یا ہشت گز گفتہ اند ووقت نماز پنجگانہ دوازدہ گز روز عید وجمعہ چہاردہ گز ووقت جنگ وحرب پانزدہ گز وعلماء متاخرین تجویز کردہ اند کہ سلطان وقاضی ومفتی وفقیہ ومشائخ وغازی تا سی ویک (۳۱) گز بر سر بندند جائز ست برائے وقار وتمکین وشہامت ودر دستار بستن سنت آنست کہ دستار دراز باشد نہ عریض وعرض دستار نیم گز باشد یا کسرے کم یا کسرے زیادہ دریں قصور فتور نیست واقل درازی آں ہفت گز باشد بگزے کہ بست وچہار انگشت است کہ شش قبضہ باشد وسنت آنست کہ دستار باطہارت بندد وروے بجانب قبلہ کند واستادہ بندد وہرگاہ کہ کشاید گور گور[2] وعقد عقد کشاید ویکدفعہ نکشاید چنانچہ پیچ بر پیچ دادہ است باز بہماں طریق کشاید وبعد از بستن در آئینہ یا آب یا مانند آں دیدہ راست کند وبافش بندد یعنی باشملہ۔

[1] نزد ما ایں قول درست نیست چرا کہ خلاف ادب ست۔ واللّٰہ تعالیٰ أعلم
[2] قولہ: گور گور: بالفتح پیچ دستار وبستن آں (منتخب اللغات)۔

ذکرِ شملہ:

ودر شملہ اختلاف ست اکثر اوقات پس پشت آنحضرت ﷺ بودے واحیاناً بر جانب دست راست وبر دست چپ بدعت ست واقل مقدار شملہ چہار انگشت ست واکثر یکدست وتطویل آں متجاوز از ظہر بدعت ست وتخصیص ارسال شملہ بوقت نماز نیز موافق سنت نیست وارسال شملہ مستحب ست واز سنن زوائد ودر ترک آں اثمی نیست اگرچہ در فعل آں ثواب وفضیلت بسیار باشد وفی "الروضة" إرسال ذنب العمامة بين الكتفين مندوب وفرو گذاشتن شملہ پس پشت مستحب ست وسنت مؤکدہ نیست ورسول اللہ ﷺ گاہے شملۂ عمامہ مے گذاشت وگاہے نہ۔ وفقہا را برارسال شملہ براہیں قیاسی بسیار ست وارسال شملہ سنت مؤکدہ دانند وبعضے جانب چپ نگاہدارند وسند ایں قوی ومعتبر نیست اگرچہ بعضے دلیلہا دریں باب نوشتہ اند وعلمائے متاخرین سوائے صلوات پنجگانہ شملہ را ارسال ندارند از برائے طعن وتمسخرِ جُہّالِ زمانہ ودر "فتاوی حجت" و "جامع" آوردہ ست کہ ترك الذنب ذنب وركعتان مع الذنب أفضل من سبعين ركعة بغير ذنب والذنب ستة أنواع للقاضي خمس وثلثون أصبعاً وللخطيب إحدى وعشرون أصبعاً وللعالم سبعا وعشرين أصبعاً وللمتعلم سبع عشر اصبعاً وللصوفي سبع أصابع وللعامي أربع أصابع ودستار را نشستہ نہ بندد وازار را استادہ نپوشد چنانچہ در خبرست قَالَ ﷺ: "مَنْ تَعَمَّمَ قَاعِداً أَوْ تَسَرْوَلَ قَائِماً ابْتَلَاهُ اللّٰهُ تَعَالَى بِبَلَاءٍ لَا دَوَاءَ لَهُ" واگر معذور باشد جائز ست ودر بعضی کتب معتبرہ نوشتہ اند کہ شخصے خود را اکثر اوقات بلباس سیاہ وسبز مشہور نگرداند کہ مکروہ وممنوع ست چنانکہ گفت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ گفت رسول خدا ﷺ: "مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مُذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ"(۱). واحیاناً اگر باشد منع نیست وبہترین لباس سفید ست وبدستار سیاہ یا سبز وپائجامہ وپیراہن وردائے سیاہ وسبز بخانہ ملوک واغنیا نرود کہ ممنوع ست۔

(۱) أخرجه أبو داود في سننه برقم: ٤٠٢٩، في كتاب (٢٦) اللباس، باب (٥) في لبس =

ذکر کلاه:

وکلاه بر دو نوع ست یکے لاطیہ دوم ناشره۔ لاطیہ آنرا گویند کہ بر سر متصل باشد و آنحضرت ﷺ آنرا بر سر نہادہ اند و ناشرہ آنست کہ متصل بسر نباشد بلکہ افراشتہ باشد و آں طاقیہ سیاہ است و رسول خدا ﷺ کمتر بر سر نہادہ[1] اند و بعضے مشائخ بر سر نہند جائز ست وکلاہ آنحضرت ﷺ لاطیہ بود بزیر عمامہ بستی وگاہ عمامہ بے لاطیہ بستی۔

طریق عمامہ بستن:

وطریق عمامہ بستن آنحضرت ﷺ گرد بود گنبد نما چنانچہ علماء و شرفاء عرب بآں دستوری بندند۔

ذکرِ قمیص:

وآنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام اکثر قمیص مے پوشیدند وگاہے حُلّۂ حمراء می پوشیدند وحلہ عبارتست از دو جامہ یعنی دوتوی وحمراء آں خطوط سرخ کہ دراں بود ومراد بحمراء آں نیست کہ خالص

= الشُّهْرَة، والنسائي في سننه الكبرى برقم: ٩٥٦٠، فى كتاب الزينة، ذكر ما يستحب من الثياب وما يكره، وابن ماجة في سننه برقم: ٣٦٠٦، فى كتاب (٣٢) اللباس، باب (٢٤) من لبس شهرةً من الثياب، ومعمر بن راشد الأزدي في جامعه، برقم: ١٩٩٧٩، فى باب شهرة الثياب، وأحمد فى مسنده برقم: ٥٦٦٤، ٦٢٤٥، وأبو يعلى فى مسنده برقم: ٥٦٩٨، وابن الجعد البغدادى فى مسنده برقم: ٢١٤٣، فى عثمان بن أبى ذرعة، والمنذرى في الترغيب والترهيب برقم: ٣١٧٧، وعبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني، فى التدوين فى أخبار قزوين (٨٢/٤)، فى الاسم العاشر.

قال السندي: "ثوب شهرة": أى ثوب يقصد به الاشتهار بين الناس. سواء كان الثوب نفيساً يلبسه تفاخراً بالدنيا وزينتها، أو خسيساً يلبسه إظهاراً للزهد والرياء. "ثوب مذلة": من إضافة السبب إلى المسبب، أو بيانية تشبيهاً للمذلة بالثوب فى الاشتمال.

[1] عن ابن عباس قال: كان لرسول الله ﷺ ثلاث قلانس، قلنسوة بيضاء مضربة، وقلنسوة برد حبرة، وقلنسوة ذات آذان يلبسهما فى السفر، وعن عبد الله بن بسر، قال: رأيت رسول الله ﷺ وله قلنسوة طويلة وقلنسوة لها آذان، وقلنسوة لاطية (أى لاصقة بالرأس) رواه أبو الشيخ الأصبهانى فى "أخلاق النبى ﷺ" (ذكر قلنسوته ﷺ)

بود چہ سرخ خالص منہی عنہ است[1] بسوختن فرمودہ اند وفرمودہ کہ: "إِنَّ هٰذَا لِبَاسُ الْكُفَّارِ"[(1)] وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمودہ اند کہ پیغمبر خدا ﷺ را دیدم کہ بہترین حلہا پوشیدہ وفرمودہ کہ اگر جامۂ متجمل وزیبا پوشد برائے اظہار نعمت حق مثاب ست واگر برائے عز وافتخار پوشد معاقب گردد وفى "الخلاصة": لا بأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا يتكبر وفى "مجمع النوازل": خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ قِيْمَتُهُ أَلْفُ دِرْهَمٍ وَزْنًا، وَقَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ قِيْمَتُهُ أَرْبَعْمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ. وأبو حنيفة كان يرتدى برداء قيمته أربعمائة دينار[2] وكان يقول لتلامذه: إذا رجعتم إلى أوطانكم فعليكم بالثياب النفيسة.

وآنحضرت ﷺ جامۂ مُعْلَم[3] پوشیدہ اند ونیز جامۂ سیاہ پوشیدہ وپوستین کہ اطراف آں بسندس دوختہ بودند پوشیدہ وفى "القنية": لفّ العمامة الطويلة ولبس الثياب الواسعة حسن فى حق العلماء الذين هم أعلام الهدى دون النساء. فاما اصل در پوشیدن جامہ آنست کہ از وجہ حلال باشد ودر جامہ وجہ حرام نماز فریضہ ونفل قبول نیست وافضل در جامہ يلبس ثوبا

[1] در حدیث آمدہ است مَرَّ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ. رواه الترمذى فى سننه، برقم: ٢٨٠٧، فى كتاب (٤٤) الأدب، باب (٤٥) ما جاء فى كراهية لبس المعصفر الخ، وأبو داود فى سننه، برقم: ٤٠٦٩، فى كتاب (٢٦) اللباس، باب (٢٠) فى الحمرة. والتبريزى فى مشكاة المصابيح، برقم: ٤٣٥٣-(٥٠) فى كتاب اللباس، الفصل الثانى.

[2] وفى "البزازية" خرج عليه الصلاة والسلام وعليه رداء قيمة أربعة آلاف درهم وكان الإمام رحمه الله يرتدى برداء قيمته أربعمائة دينار وكان يقول لتلاميذه إذا رجعتم إلى بلادكم فعليكم بالثياب النفيسة (كتاب الكراهية، الفصل السابع فى اللبس) وفى "البحر" عن "الذخيرة" سئل عن الزينة فقال ورد عنه عليه الصلاة والسلام أنه خرج وعليه رداء قيمتها أربعة آلاف درهم، فقال: إذا أنعم الله على العبد بنعمة يجب أن يظهر أثرها عليه (كتاب الكراهية، فصل فى اللبس)

[3] قولہ: مُعْلَم بمعنی منقش

(١) أخرجه الطحاوى فى شرح معاني الآثار برقم: ٦٥٤٩، فى كتاب (٢٦) الكراهية، باب (٥) لبس الحرير، والزرعى فى حاشية ابن قيم (٧٩/١١).

وسطا لا جیداً غایة ولا ردیاً غایة وجامه که درخلق متعارف ومشہورست بیش از دومرتبه آنحضرت ﷺ نپوشیده اند یکمرتبه نجاشی یعنی بادشاه حبشه بطریق ہدیه بجناب آنحضرت ﷺ مرسل داشته بود آنرا پوشیده بجعفر طیار (رضی اللہ عنہ) بخشیدند ومرتبهٔ ثانی از تحف وہدایائے یمن آمده بود آنرا پوشیده بدحیه الکلبی (رضی اللہ عنہ) بخشیدند۔

ذکرِ جیب:

وجیب یعنی گریبان آں جامه از جانب بغل چپ دوخته بود وعلاقهٔ بستن آں ببغل راست بود چنانچه دریں زمانه معمول ست ومعروف ومشہور ودر ''روضة المعانی'' و''زادالفقہاء'' که تصنیف صاحب ''صحیح بخاری'' وامام نووی ست نیز ہمیں دستورست که روئے گریباں جامه بطرف دست راست بود ودر ''روضه'' است که درزمان سابق چوں غازیاں بحرب کافراں میرفتند وفرصت ہروقت از دست غنیم نمی یافتند خبز وتمر وغیره ماکولات رادر جیب وگریباں نگاہداشته درراه میرفتند ولجام اسپ رابدست چپ گرفته لقمه لقمه ویکاں یکاں خرما از دست راست برآورده میخوردند ودرزمان عمر بن عبدالعزیز وابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں دستور گریبانِ جامه بود وآنہا که بدعت جدیده میگویند از راه نافہمیدگی ست ودر بخارا ارباب علم وفضل اجزائے کتب ونسخ بجیب وگریباں نگاہداشته ودرراه از جیب وبغل برآورده مطالعه کرده براه میرفتند ودرمجالس بادشاہاں وعلمائے دین وصلحائے اہل صدق ویقین بعد از فراغ از اکل طعام تیمناً وتبرکاً نان رادرگریبان وبغل نگاه میداشتند تاکه ہرخاص وعام که بخانهٔ خودہا رود اہل بیت خودرا به تبرک فائز گردانند ودرمال ونقد رادر جیب وگریباں نگاه می دارند وایں ہمه استعمال دست راست بروئے گریباں دست راست میشود واگر روئے گریبان جامه بدست چپ می شد استعمال دست راست میرفت وبدست چپ حرج بسیار میشد ومنہی اسلام ست بدست چپ روئے گریباں کردن که طریقهٔ مجوس وآتش پرستان ست وبادشاه اسلام وقاضی را باید که ازیں طریقه که روئے گریباں جامه بجانب چپ باشد منع فرماید وزجر کند درزمان عمر بن عبدالعزیز شخصے برائے گواہی دادن درمحکمه آمده بود وروئے گریبان وعلاقهٔ بستن

او بجانب چپ بود قاضی رد شہادت او فرمود ودر مکتوب نود ودوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری که عمدهٔ علماء وشیخ وقت خود بود او نیز چنیں نوشته که جیب در جامه دوختن سنت ست از جانب راست برائے آنکه تا دست راست آسان دروے فروتواں کرد ودر قرآن مجید درحق حضرت موسیٰ علیہ السلام آمده: ﴿وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ﴾ الآیة [النمل: ۱۲/۲۷] وہر جامه که اہل اسلام دوزند یا جیب دوزند که دروے فوائد بسیارست تا بوقت حاجت شانه وچیزہائے دیگر دروے نہند وبدست راست برآرند ودر عرب استعمال قصب الجیب ست ایں نیز عمل بر دست راست ست۔ ودر جامه وپیراہن وجبه پوشیدن سنت آنست که اوّل دست راست بآستین راست آورد باز دست چپ بآستین چپ کند وبس۔

ذکر رداء وچادر:

رداء وچادر از دست راست بدوش چپ اندازد چنانچه معمول ست ولفافهٔ مرده را ہمیں دستور کنند چراکه لفافهٔ مرده حکم چادر ورداے زنده دارد وایں دستور در اکثر کتب فقه مسطورست وآنہا که جامه را بقیاس پوشیدن رداء وچادر حمل می کنند خلاف شرع ست وبدعت را رواج میدہند باید که ازیں طریقه اجتناب کنند تا مثاب شوند ومعاقب نگردند ودر پیراہن وجبه وخرقه آستین فراخ کردن سنت صحابه ومشائخ ماتقدم ست تا وقت وضو کردن وکارے کردن آسان بازتواں پیچید واگر خواہند مُسَبِّحه یا چیزے دیگر ہم در آستین تواں نہاد وفراویز[1] بر سر آستین وپایدامن جامه دوختن سنت ست وصحابه وتابعین رضی اللہ عنہم که پیراہن وجبه را فراخ وکشاده کرده انداز برائے آنکه وجود شریف آنہا در ریاضت ومشقت قیام وصیام خیلے لاغر وضعیف شده باشد برائے ہیبت وشہامت می پوشیدند تا در چشم دشمناں وکافراں حقیر ننمایند وہر چه ایشاں کرده انداز راه نفس نکرده اند بلکه برائے ترویج واستقامت دین بود۔

---

[1] قوله: فراویز: بفتح ویاے معروف سنجاف دامن جامه از برہان (غیاث اللغات)

ذکرِ قبا:

وقبا جامۂ را گوئند کہ گریبان دار باشد وآں متعارفست درعرب وعجم واستعمال پوشیدن آں درعجم بسیارست ورسول خدا ﷺ پوشیدہ اند وروے گریبانش وعلاقۂ بستن آں بر جانب دست راست بود وجبۂ رومیہ کہ آستین آں تنگ بود آنرا نیز آنحضرت ﷺ پوشیدہ[1] وہنگام وضو دست از آستین برآوردہ اند یعنی آں جبہ چناں تنگ بود کہ بے آنکہ دست از آستین برآرند شستن آں میسر نبود وتحقیق شدہ کہ آنرا درسفر پوشیدہ اند وبریں اتفاق ست[2] وگاہے جبہ وقبا تکمہ[3] دار پوشیدہ اند وقبا را گاہے تکمہ دار میدوزند چنانچہ جامہ تکمہ دار کہ دریں زمانہ مشہور بقادریست۔

ذکر جیب قمیص:

وثابت شدہ کہ جیب قمیص آنحضرت ﷺ برسینۂ مبارک وے بود چنانچہ احادیث بسیار برآں دلالت دارد وعلمائے حدیث تحقیق آں نمودہ اند وعرف تمام دیار عرب خلفاً عن سلفٍ از ابتدائے یمن تا اقصائے مغرب برآں شدہ وبعضے از مردم کہ نزد ایشاں علم بسنت نیست گمان بردہ اند کہ گذاشتن جیب قمیص برسینہ بدعت ست چوں در بعضے از دیار عجم جیب برسینہ عادت نساء شدہ است بعضے از فقہا بکراہت آں حکم کردہ اند از جہت تشبیہ نساء وشک نیست کہ ایں عادت حادث ست وتحقیق آنست کہ جیب پیراہن نبوی ﷺ برسینہ بود وفقہاء کہ بر کتفین شق جیب مقرر کردہ اند بعلتِ جیب آنحضرت ﷺ ست وایں مقدمہ را در ترجمۂ فارسی[4] "مشکوۃ المصابیح" ودر شرح عربی[5] آں واضح تر نوشتہ ام واگر احیاناً بشق جیب کتفین پیراہن آنحضرت ﷺ پوشیدہ باشد سند آں

[1] وعن المغيرة بن شعبة: أن النبي ﷺ لبس جبة رومية ضيقة الكمين (مشكاة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الأول، وأخرجه البخاري ومسلم في صحيحهما، والترمذي في سننه، وأحمد في المسند)

[2] أشعة اللمعات، كتاب اللباس، الفصل الأول۔

[3] قولہ: تکمہ بالضم گوی گریبان از برہان ولغات ترکی کہ بہندی آنرا گھنڈی گویند الخ (غیاث اللغات)

[4] أشعة اللمعات

[5] لمعات التنقيح

بفقہاء رسیدہ باشد فاما سند قطعی مطابق علمائے حدیث جائے نیست۔

ذکر خرقہ وفرجی:

خرقہ وفرجی[1] ولباچہ[2] علماء ومشایخ وصلحاء پوشیدہ اند اگرچہ سند قوی درین باب نیست ودر زمان آنحضرت ﷺ ایں لباس نبود واگر کسے پوشد مباح ست لا بأس ومیگویند کہ واضع فرجی فرعون ست وایں درکتب معتبرہ دیدہ نشدہ وثابت نگشتہ باید کہ ہنگام نماز آستین آں بیروں آردو فرو گذارد کہ مکروہ است۔

ذکرِ ازار:

وازار آنحضرت ﷺ از بالائے ناف تا فوق کعبین بودہ وایں قدر سنت ست واز ناف تا زانو ستر فرض ست وبعضے ناف را در عورت نگرفتہ اند چراکہ ناف حسنین رضی اللہ عنہما را آنحضرت ﷺ بوسیدہ اند وہمبریں قیاس سراویل کہ در عجم متعارفست وآنرا شلوار میگوئند بمقدار ازار آنحضرت ﷺ باید واگر زیر شتالنگ یا دوسہ چیں واقع شود بدعت وگناہ ست ودر حدیث آمدہ کہ گفت رسول علیہ الصلوۃ والسلام: "لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا"[(1)]. یعنی نظر نمیکند خدا تعالی جل شانہ روز قیامت سوے کسے کہ بکشد ازار خود را ودراز سازد بطریق تکبر واسراف وطغیان نعمت وازیں قید معلوم میشود کہ اگر از روے تکبر نباشد وبجہت عذرے باشد مثل مرض ودر وقت کردہ فروتر از بود ونزد فقہا ازار کہ فروتر از شتالنگ باشد حرام ست وبدعت ست محض چنانچہ فرمود رسول

[1] قولہ: فرجی، بالفتح وجیم عربی نوعی از قبائے بے بند کشادہ پیش بعض تکمہ افزایند وبیشتر برفراز جامہ پوشند از آئین اکبری (غیاث اللغات)

[2] قولہ: لباچہ بالفتح بمعنی فرجی بالاپوش از سراج وبرہان ظاہر انوعی است از قبا۔

(١) أخرجه عبد الله بن أحمد بن حنبل الشيباني في السنة لعبد الله بن أحمد برقم: ١٢٣٨، والبخاري في صحيحه برقم: ٥٧٨٨، في كتاب (٧٧) اللباس: باب (٥) من جر ثوبه من الخيلاء، والبيهقي في شعب الإيمان برقم: ٦١٣٣، في باب (٤٠) في الملابس والأواني، فصل في موضع الإزار، والقرطبي في التفسير (٣١٠/١٣)، ومسلم في صحيحه برقم: ٤٨-(٢٠٨٧)، في كتاب (٣٧) اللباس، باب (٩) تحريم جر الثوب خيلاء الخ، وابن خزيمة في صحيحه برقم: ٧٨١، في =

علیه الصلوة والسلام: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ"[1]، وَقَالَ عَلَیْهِ

= باب التغلیظ فی إسبال الإزار، فی الصلاة، وابن حبان فی صحیحه برقم: ٥٤٤٦، فی ذکر الإخبار عن موضع الإزار للمرء المسلم، وبرقم: ٥٤٤٧، فی ذکر البیان بأن لابس الإزار من أسفل من الکعبین الخ، وبرقم: ٥٤٥٠، فی ذکر خبر قد یوهم غیر المتجر الخ، والهیثمی فی موارد الظمآن برقم: ١٤٤٥، فی باب ما جاء فی الإزار، وأبی عوانة فی مسنده-١: برقم: ٨٥٦٠، ٨٥٦١، ٨٥٦٩، ٨٥٧٠، فی التشدید فی اغترار المرء بلباسه الخ، وبرقم: ٨٦٠٢، ٨٦٠٥، فی الخبر الموجب رفع الرجل إزاره إلی أنصاف الساقین الخ، و البیهقی فی سننه الکبری برقم: ٣٣١٧، فی کتاب الصلاة، باب (٣٢٥) موضع الإزار من الرجل، و أبو داود فی سننه برقم: ٤٠٩٣، فی کتاب (٢٦) اللباس، باب (٣٠) فی قدر موضع الإزار، و النسائی فی سننه الکبری برقم: ٩٧١٤، ٩٧١٧، و ابن ماجة فی سننه برقم: ٣٥٧٣، فی کتاب (٣٢) اللباس، باب (٧) موضع الإزار أین هو، ومالك فی الموطا، برقم: ١٦٩٩، فی کتاب (٤٨) اللباس، باب (٥) ما جاء فی إسبال الرجل ثوبه، و الطبرانی فی الأوسط، برقم: ٩٧٧، ٥٢٠٤، وأحمد فی مسنده برقم: ٥٣٧٧، ٨٩٩٢، ٩١٤٤، ٩٢٩٤، ٩٥٥٠، ٩٨٥٤، ١٠٠٢٤، ١٠٢١٠، ١١٠٢٣، ١١٤١٥، ١١٩٤٤، وأبو بکر الحمیدی فی مسنده برقم: ٧٣٧، وإسحاق بن راهویة فی مسنده، برقم: ٧٠، ٧٢، والطیالسی فی مسنده برقم: ٢٢٢٨، ٢٤٨٧، وأبو یعلی فی مسنده، برقم: ٦٣٢٤، ٦٣٣٤، وابن الجعد فی مسنده، برقم: ١١٣٥، والبیهقی فی شعب الإیمان برقم: ٦١٣٣: فی باب (٤٠) فی الملابس والأوانی، فصل فی موضع الإزار، والمنذری فی الترغیب والترهیب برقم: ٣٠٩٠، ٣٠٩٦، وابن عبد البر فی تمهیده، (٢٠/٢٢٥)، وابن عدی فی الکامل (٤/١٨٣)، (٦/٣٥٦)، والظاهری فی المحلی برقم: ٤٢٨.

قال السیوطی فی شرحه علی "الموطا": (بطراً): بفتح الطاء أی تکبراً وطغیاناً.

قال السندی: "إزارة" بالکسر، للحالة والهیئة، أی هیئة إزار المومن أن یکون الإزار إلی أنصاف ساقیه، تقریباً وتخمیناً. لا تحقیقاً. "وما أسفل من الکعبین": قیل یحتمل أنه منصوب علی أنه خبر کان المحذوفة. أی ما کان أسفل. أو مرفوع بتقدیر المبتدأ، أی ما هو أسفل. وتحتمل أنه فعل ماض. "بطراً": أی تکبراً.

(١) أخرجه القرطبی فی التفسیر (١٤/٧١)، (١٩/٦٦)، ومسلم فی صحیحه برقم: ٤٢-(٢٠٨٥)، فی کتاب (٣٧) اللباس، باب (٩) تحریم جرّ الثوب خیلاء الخ، و البخاری فی صحیحه برقم: ٣٦٦٥، فی کتاب (٦٠) فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب (٥) قول النبی ﷺ: "لو کنت متخذا خلیلا"، وبرقم: ٥٧٨٣، فی کتاب (٧٧) اللباس، باب (١) قوله تعالی: ﴿قُلْ مَنْ =

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: "مَا أَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَهُوَ فِی النَّارِ"[1].

= حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ﴾(الآیة) الخ، وبرقم: ٥٧٨٤، باب (٢) من جر إزاره من غیر خیلاء، و ابن حبان فی صحیحه برقم: ٥٤٤٤، فی ذکر الخبر المفسر للفظة المجملة التی تقدم الخ، و أبی عوانة فی مسنده-١: برقم: ٨٥٧٢، ٨٥٨٢، ٨٥٩٣، و الترمذی فی سننه برقم: ١٧٣٠، فی کتاب (٢٥) اللباس، باب (٨) ما جاء فی کراهیة جر الإزار، وبرقم: ١٧٣١، فی باب (٩) ما جاء فی جر ذیول النساء، والبیهقی فی سننه الکبری برقم: ٣٣١٤، فی کتاب الصلاة، باب (٣٢٤) کراهیة السدل فی الصلاة، وتغطیة الفم، وأبو داود فی سننه برقم: ٤٠٨٥، فی کتاب (٢٦) اللباس، باب (٢٨) ما جاء فی إسبال الإزار، و النسائی فی سننه الکبری برقم: ٩٧١٩، ٩٧٢٦، ٩٧٣٠، ٩٧٣٥، وفی سننه المجتبی برقم: ٥٣٤٢، فی کتاب (٤٨) الزینة، باب (١٠٠) التغلیظ فی جر الإزار، وبرقم: ٥٣٤٩، ٥٣٥٠، فی کتاب (٤٨) الزینة، باب (١٠٤) إسبال الإزار، وبرقم: ٥٣٥١، فی کتاب (٤٨) الزینة، باب (١٠٥) ذیول النساء، و ابن ماجة فی سننه برقم: ٣٥٧١، فی کتاب (٣٢) اللباس، باب (٦) من جر ثوبه من الخیلاء، و معمر بن راشد فی جامعه، برقم: ١٩٩٨٠ و ١٩٩٨٤، فی باب إسبال الإزار، والطبرانی فی الأوسط، برقم: ١٤٧٧، ٢٧٩١، وأحمد فی مسنده برقم: ٤٨٨٤، ٥٠١٤، ٥٠٥٥، ٥٠٥٧، ٥١٧٣، ٥٢٤٨، ٥٣٥١، ٥٥٣٥، ٥٨٠٣، ٥٨١٦، ٦١٢٣، ٦١٥٠، ٦٢٠٣، ٦٢٠٤، ٦٣٤٠، ٦٤٤٢، ١٠٥٤٨، ١١٣٧٠، والحمیدی فی مسنده برقم: ٦٣٦، وأبو یعلی فی مسنده برقم: ٥٥٧٢، و الطبرانی فی الکبیر، برقم: ١٣١٧٨، والبیهقی فی شعب الإیمان برقم: ٦١١٦، فی باب (٤٠) فی الملابس والأوانی، فصل فیما ورد من التشدید علی من جر ثوبه خیلاء، والمنذری فی الترغیب والترهیب برقم: ٣٠٩٥، ٣٠٩٦، ٣٠٩٧، وابن عبد البر فی تمهیده (٣/٢٤٤)، والسیوطی فی الدیباج برقم: ١٠٦، والقیسرانی فی تذکرة الحفاظ برقم: ٨٩٤، والواسطی فی تاریخ واسط فی أبو بکر عبد الرحمن بن حماد بن سوید.

قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح. **قال السیوطی** فی "الدیباج"، بعد ذکر الحدیث: وقد رخص ﷺ فی ذلك لأبی بکر حیث کان جره لغیر الخیلاء. **قال السندی:** قوله: (لم ینظر الله إلیه) أی نظر رحمة والمراد أنه لا یرحمه مع السابقین استحقاقاً وجزاء وإن کان قد یرحمه تفضلاً وإحساناً والله تعالی أعلم.

(١) أخرجه البخاری فی صحیحه برقم: ٥٧٨٧، فی کتاب (٧٧) اللباس، باب (٤) ما أسفل من الکعبین فهو فی النار، والنسائی فی سننه الکبری برقم: ٩٧٠٥ و ٩٧١٨، فی لبس السراویل لمن لم یجد الإزار، وفی سننه المجتبی برقم: ٥٣٤٦، فی کتاب (٤٨) الزینة، باب (١٠٢) ما تحت الکعبین من الإزار، وأحمد فی مسنده برقم: ٥٧١٣، ٩٣٠٨، ٩٩٣٦، ١١٠٤٢، [illegible]

ذکر آستین:

وآستین پیراہن و جامہ وقبا وجُبّۂ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام گاہے تا بند دست بود و گاہے تا سر انگشتاں موافق ایام حرارت و برودت مقرر شدہ وگاہے بے این دو شِق یعنی حرارت و برودت نیز بودہ و جامہ وقبائے آنحضرت ﷺ بے چین کمر بود و چین کمر زینت ست و جامۂ آنحضرت ﷺ بے بند ہائے زیادہ بودہ یعنی بغیر از بند ہائے بستن زیادہ نبودہ وعلمائے متاخرین لا بأس گفتہ اند ولباس ابریشمی پوشیدن حرام ست بر مرداں [1] را چنانچہ فرمود علیہ الصلوۃ والسلام: "مَنْ لَبِسَ الحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ" (1). ونہی کردہ است رسول خدا ﷺ از

[1] في "الدر": يحرم لبس الحرير ولو بحائل بينه وبين بدنه على المذهب الصحيح.

= ٢٠٣٥٨، وأبو بكر الحميدي في مسنده برقم: ٧٢٦، وابن عبد البر في مسنده، (٢٢٨/٢٠)، وابن عدي في الكامل برقم: ٨٢٠.

قال السيوطي: (ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار) قال الكرماني: ما موصولة وبعض صلته محذوف وهو كان وأسفل خبره، ويجوز أن يرفع أسفل، أي ما هو أسفل وهو أسفل ويحتمل أن يكون فعلاً ماضياً. وقال الزركشي: من الأولى لابتداء الغاية والثانية للبيان. وقال الخطابي: يزيد أن الموضع الذي يناله الإزار من أسفل الكعبين من رجله من النار كنى بالثوب عن بدن لابسه.

قال السندي: قوله (ما أسفل) قيل: يحتمل أنه منصوب على أنه خبر كان المحذوف، أي ما كان أسفل أو مرفوع بتقدير المبتدأ أي ما هو أسفل ويحتمل أنه فعل ماض.

(١) أخرجه القرطبي في التفسير (٢٩/١٢)، والبخاري في صحيحه، برقم: ٥٨٣٤، في كتاب (٧٧) اللباس، باب (٢٥) لُبس الحرير وافتراشه للرجال الخ، ومسلم في صحيحه برقم: ٢١-(٢٠٧٣)، ٢٢-(٢٠٧٤)، في كتاب (٣٧) اللباس، باب (٢) تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء وخاتم الذهب والحرير على الرجل الخ، وابن حبان في صحيحه، برقم: ٥٤٢٩، في ذكر بيان أن من لبس الحرير في الدنيا الخ، وبرقم: ٥٤٣٥، في ذكر نفي لبس الحرير الخ، وبرقم: ٥٤٣٦، في ذكر تحريم الله جلّ وعلا لُبس الحرير في الجنة على من لبسه في الدنيا من الرجال، وبرقم: ٥٤٣٧، في ذكر البيان بأن لابس الحرير في الدنيا الخ، والحاكم في المستدرك على الصحيحين برقم: ٧٢١٦، ٧٤٠٤، في كتاب الأشربة، والهيثمي في =

پوشیدن حریر مگر چہار انگشت چنانچہ آمدہ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ إِلَّا فِيْ مَوْضَعِ أُصْبَعٍ أَوْ أُصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ (١). وَعَنْ عَلِيٍّ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ حَرِيْراً فَجَعَلَهُ

= موارد الظمآن برقم: ١٤٦١، في باب ما جاء في الحرير والذهب وغير ذلك، و أبو عوانة في مسنده-١: برقم: ١٤٧٧، ٨٥٠٦، وفي باب إباحة الثوب الذي فيه العلم الخ، برقم: ٨٥١١، ٨٥١٣، والترمذي في سننه برقم: ٢٨١٧، كتاب (٤٤) الأدب، باب (٥٢) ما جاء في كراهية الحرير والديباج، والهيثمي في مجمع الزوائد (١٣٨/٥-١٤٢)، والبيهقي في سننه الكبرى، برقم: ٤٢٠٣، ٤٢٠٤، وفي كتاب الصلاة، باب (٥١٦) نهي الرجال عن ثياب الحرير، وبرقم: ٦٠٨٤، في كتاب صلاة الخوف، باب (١٨) الرخصة في العلم وما يكون في نسجة قز وقطن الخ، و النسائي في سننه الكبرى، برقم: ٦٨٦٩، وفي لبس الحرير، برقم: ٩٥٨٢، ٩٥٨٣، ٩٥٨٤، ٩٥٨٧، ٩٥٨٨، ٩٥٨٩، ٩٥٩٠، ٩٦٠٨، ٩٦٠٩، ٩٦١١، ٩٦٢١، ٩٦٢٣، ٩٦٢٥، ١١٣٤٤، وفي سننه المجتبى برقم: ٥٣١٩، ٥٣٢٠، في كتاب (٤٨) الزينة، باب (٩٠) التشديد في لبس الحرير الخ، وابن ماجة في سننه برقم: ٣٥٨٨، في كتاب (٣٢) اللباس، باب (١٦) كراهية لبس الحرير، و ابن أبي شيبة في مصنفه، برقم: ٢٤٦٣٣، في كتاب (١٨) اللباس والزينة، باب (٢) لبس الحرير وكراهية لبسه، والطحاوي في شرح معاني الآثار برقم: ٦٥٣٢، في كتاب (٢٦) الكراهية، باب (٥) لبس الحرير، وأحمد في مسنده برقم: ١٨١، ٢٥١، ٢٦٩، ٣٢١، ١١١٩٥، ١٢٠٠٤، ١٢٠٠٨، ١٤٠٢٤، ١٤٠٣٧، ١٦١٦٣، ١٦٢١٧، ١٧٤٦٧، ١٧٥٦٧، ٢٧٩٦٩، والطبراني في مسند الشاميين برقم: ١٢٢٠، والطيالسي في مسنده، برقم: ٤٣، ٢٢١٧، وأبو يعلى في مسنده برقم: ١٧٥١، ٦٨١٥، ٦٨١٧، وابن الجعد في مسنده برقم: ٩٧٥، في قتادة عن داود السراج، وبرقم: ١٤٢٣، وفي من حديث جابر برقم: ٢٣٦٠، والطبراني في الكبير، برقم: ٩٧٧٩ (١١/١٠)، وبرقم: ٩٠٤ (٣٢٧/١٧)، وبرقم: ٩٠٥، وبرقم: ١٧٠، ١٧١، (٦٥/٢٤)، وابن عبد البر في مسنده (٢٤٦/١٤-٢٤٧)، (٨/١٥)، والبخاري في التاريخ الكبير برقم: ٦٤١، في باب الخليفة، والمزي في تهذيب الكمال برقم: ١٧٨٢، ٧٩٩٤، والباجي في التعديل والتجريح برقم: ١٧٤٠، والعسقلاني في الإصابة برقم: ٤٣١٨، في الطاء بعدها الفاء، والظاهري في المحلى (٤٠/٤)، (٨٢/١٠).

(١) أخرجه البخاري في صحيحه برقم: ٥٨٢٩، في كتاب (٧٧) اللباس، باب (٢٥) لبس الحرير وافتراشه للرجال وقدر ما يجوز منه، ومسلم في صحيحه برقم: ١٢-(٢٠٦٩)، في كتاب (٣٧) اللباس والزينة، باب (٢) تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء الخ، =

فی یمینه وأخذ ذهباً فجعله فی شماله، فقال: "إنّ هٰذَیْنِ حَرَامٌ عَلیٰ ذُكُورِ أُمَّتِیْ"[1]. و

= وابن حبان فی صحیحه برقم: ٥٤٤١، فی ذکر بعض الوقت أبیح لبس الحریر للرجال فیه، و أبو عوانة فی مسنده-ا، برقم: ٨٥١٨، ٨٥١٩، ٨٥٢٢، ٨٥٢٤، و البیهقی فی سننه الکبری برقم: ٦٠٨٣، فی کتاب صلاة الخوف، باب (١٨) الرخصة فی العلم وما یکون فی نسجة قز وقطن الخ، والنسائی فی سننه الکبری برقم: ٩٦٢٩، والطحاوی فی شرح معانی الآثار برقم: ٦٥٢٦، فی کتاب (٢٦) الکراهة، باب (٥) لبس الحریر، وأحمد فی المسند برقم: ٣٦٥، ١٧٠٠١، ٢٣٦٥٨.

(١) أخرجه أحمد فی المسند برقم: ٩٣٥، ومحمد بن عبد الواحد الحنبلی فی الأحادیث المختارة برقم: ٥٩٠، والهیثمی فی مجمع الزوائد (١٤٣/٥)، والبیهقی فی سننه الکبری برقم: ٤٢١٩، فی کتاب الصلاة، باب (٥٢٠) الرخصة فی الحریر والذهب للنساء، و أبو داود فی سننه برقم: ٤٠٥٧، فی کتاب (٢٦) اللباس، باب (١٤) فی الحریر للنساء، و النسائی فی سننه الکبری برقم: ٩٤٤٥، فی باب الکراهیة للنساء فی إظهار الحلی والذهب، وفی سننه المجتبی برقم: ٥١٥٩، ٥١٦٠، ٥١٦١، فی کتاب (٤٨) الزینة، باب (٤٠) تحریم الذهب علی الرجال، و ابن ماجة فی سننه برقم: ٣٥٩٥، فی کتاب (٣٢) اللباس، باب (١٩) لبس الحریر والذهب للنساء، وابن أبی شیبة فی مصنفه برقم: ٢٤٦٣٥، فی کتاب (١٨) اللباس والزینة، باب (٢) فی لبس الحریر وکراهیة لبسه، والطحاوی فی شرح معانی الآثار برقم: ٦٥٥٨، فی کتاب (٢٦) الکراهة، باب (٥) لبس الحریر، و الطبرانی فی الأوسط برقم: ٧٨٠٩، وأحمد فی المسند برقم: ٩٣٥ (١١٥/١)، والبیهقی فی شعب الإیمان برقم: ٦٠٨٢، فی باب (٤٠) فی الملابس والأوانی وما یکره منها، والمنذری فی الترغیب والترهیب برقم: ٣١١٦، والعسقلانی فی الدرایة فی تخریج أحادیث الهدایة برقم: ٩٣٩، والزیلعی فی نصب الرایة فی فصل فی اللبس.

قال السیوطی: (إن هذین حرام) قال ابن مالك فی شرح الکافیة: أراد استعمال هذین فحذف استعمال وأقام هذین مقامه فأفرد الخبر.

قال السندی: قوله (إن هذین) إشارة إلی جنسهما لا عینهما فقط (حرام) قیل: القیاس حرامان إلّا أنه مصدر وهو لا یثنی ولا یجمع أو التقدیر کل واحد منهما حرام، فأفرد لئلا یتوهم الجمع، وقال ابن مالك: أی استعمال هذین فحذف المضاف وأبقی الخبر علی إفراده وعلی کل تقدیر، فالمراد استعمالهما لبساً وإلا فالاستعمال صرفاً وإنفاقاً وبیعاً جائز للکل واستعمال الذهب باتخاذ الأوانی منه استعمالها حرام للکل والله تعالیٰ أعلم.

لباس حریر مرداں را وصبیاں را پوشیدن حرام ست مگر بر زنہا وصبیہا یعنی دختراں نابالغہ را رواست و اگر برائے دفع خارش وجرب ودفع سوداء پوشد رواست وبرائے دفع قمل پوشیدن حریر لا بأس ست۔ واگر در معجون ابریشم مخلوط کردہ بخورد جائز ست۔ ولباس حریر بر زبیر بن العوام وعبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما آں حضرت ﷺ مباح گردانیدہ اند کہ ایشانرا خارش بدن از جہت قمل بود پس از وے مفہوم شد کہ لبس حریر حرام ست إلّا برائے حاجت ومصلحت وایں مذہب شافعی است و نزدیک مالک جائز نیست اصلاً ودر "ہدایہ" میگوید کہ لا بأس ست حریر ودیبا در حرب عندہما رحمہما اللہ زیرا کہ دافع ست مر تخی سلاح را ومُہیب تر ست در چشم دشمن ونزد امام اعظم رحمہ اللہ مکروہ ست از جہت اطلاق نہی وضرورت مندفع ست بمخلوط وصاحبیہ گویند کہ حریر خالص دافع تر ست ولباس معصفر ومزعفر حرام ست مر مرداں را[1] وعلماء را در لباس معصفر اختلاف ست بعضے آنرا مطلق حرام دانند وبعضے مباح وگویند کہ بعد از بافتن اگر رنگ کردہ شدہ باشد حرام ست واگر بافتن بعد از رنگ ست مباح ست وبعضے گویند کہ اگر رائحہ آں زائل شدہ باشد مباح ست و إلّا حرام وبعضے گویند کہ لبس آں در مجالس ومحافل مکروہ باشد واگر در خانہ پوشند مختار اند ودرست ست۔ و در مذہب حنفی کراہت تحریمی ست ونماز گذاردن باں مکروہ ست و در رنگ سرخ از غیر مزعفر نیز اختلاف ست وشیخ قاسم حنفی کہ از اعاظم علمائے متاخرین مصر ست تحقیق نمودہ وفتوی دادہ کہ حرمت از جہت لون ست پس ہر سرخ حرام ومکروہ باشد وآنحضرت ﷺ گلیم پوشیدہ اند وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ[1] یعنی بر رسول اللہ ﷺ چادر از پشم یا از موی یا از کتان یا از خز بود ودر "قاموس" گفتہ

[1] عن عمران بن حصین أن النبی ﷺ قال: "لا ألبسُ المعصفر"، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، قال رآی رسول الله ﷺ علیَّ ثوبین معصفرین، فقال: "إنّ هذه من ثیاب الکفار فلا تلبسهما وفی روایة: قلت: أغسلهما؟ قال: "بل أحرقهما"، أخرجه مسلم فی صحیحه، (کتاب اللباس والزینة، باب النهی عن لبس الرجل الثوب المعصفر، الحدیث: ٢٧ـ٢٨(٢٠٧٧))، والنسائی فی سننه (الحدیث: ٥٣١٦) وأحمد فی "المسند" (١٦٢/٢).

(١) أخرجه مسلم فی صحیحه برقم: ٣٦-(٢٠٨١)، فی کتاب (٣٧) اللباس، باب (٦) التواضع فی اللباس والاقتصار علی الغیظ منه الخ، وبرقم: ٦١ -(٢٤٢٤)، فی کتاب (٤٤) فضائل =

مـرط مـرحل بکسر میم وسکون راچادر از صوف یا از کتان ودر ''نہایہ'' گفتہ مرط از پشم باشد و گاہے از خز وجز آں نیز بود وشرح وبسط ایں مقدمہ در ترجمۂ ''مشکوۃ'' کردہ ایم آنجا ملاحظہ نمائید۔

ذکرِ موزہ:

موزہ سیاہ داشتن سنّت ست وزرد رخصت ست وسرخ بدعت ست لِأَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذِجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا [1] مسح موزہ ثابت است بسنّت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وآنرا ترک نکند مگر ضال ومبتدع وروا باشد مسح بر موزہ کردن اگر بر طہارت کاملہ پوشیدہ باشد یعنی معذور ومتیمم نباشد کہ طہارت ایشاں ناقص ست اما اگر مسلمانی اوّل پایہا شست وموزہ پوشید بعد ازاں وضو تمام کرد بعد از حدث مسح موزہ روا باشد نزدیک امام ما جورب ایضاً رواست پوشیدن وحکم موزہ دارد۔

= الصحابة رضى الله تعالى عنهم، باب (٨) فضائل أهل بيت النبى ﷺ، وأبو عوانة فى مسنده-١: برقم: ٨٥٤٩، فى الترغيب فى لبس ثياب الحبر الخ، و البيهقى فى سننه الكبرىٰ برقم: ٤١٨٣، فى كتاب الصلاة، باب (٥١١) ما يصلى عليه وفيه من صوف أو شعر، وأبو داود فى سنه برقم: ٤٠٣٢، فى كتاب (٢٦) اللباس، باب (٦) فى لبس الصوف والشعر، و الترمذى فى سننه برقم: ٢٨١٣، فى كتاب (٤٤) الأدب، باب (٤٩) ما جاء فى الثوب الأسود، و إسحاق بن راهوية الحنظلى، فى مسنده ١-٢، برقم: ١٢٧١، والمنذرى فى الترغيب والترهيب برقم: ٣١٥٨، ٤٩٨١.

(١) أخرجه الترمذى فى سننه برقم: ٢٨٢٠، فى كتاب (٤٤) الأدب، باب (٥٥) ما جاء فى الخف الأسود، وفى الشمائل برقم: ٧٤، فى باب (١٠) ما جاء فى خف رسول الله ﷺ، والبيهقى فى سننه الكبرىٰ برقم: ١٣٤٥، فى كتاب الطهارة، باب (٢٧٨) الخف الذى مسح عليه رسول الله ﷺ، وأبو داود فى سننه برقم: ١٥٥، فى كتاب (١) الطهارة، باب (٥٩) المسح على الخفين، وابن ماجة فى سننه برقم: ٥٤٩، فى كتاب (١) الطهارة وسننها، باب (٨٤) ما جاء فى المسح على الخفين، وبرقم: ٣٦٢٠، فى كتاب (٣٢) اللباس، باب (٣١) الخفاف السود، وأحمد فى مسنده برقم: ٢٣٠٣١ (٢٥٣/٥)، والبخارى فى التاريخ الكبير، برقم: ٣٦٢، فى باب حجير، وابن عدى فى الكامل فى ضعفاء الرجال، برقم: ٦٤٤، والمزى فى تهذيب الكمال (٢٨٤/٥)، والأنصارى فى طبقات المحدثين بأصبهان (٢٧٧/٢)، والزهرى فى =

ذکرِ نعل:

ونعل پوشیدن سنّت ست عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟، قَالَ: كَانَ لَهُمَا قِبَالَانِ [1]. قبال بمعنی دوال نعلین کہ درمیان دو انگشتان بود وآنرا شراک نیز گویند وپیش از نبوت آنحضرت ﷺ در ایام عسرت برہنہ پا سیر ومشی کردہ اند واز

= الطبقات الكبرىٰ فى ذكر خف رسول الله ﷺ (٤٨٢/١)، وأبو زكريا يحيى بن معين فى تاريخ ابن معين برقم: ٤٨٣٤.

قال السندى: "ساذجين": فى المعرّب للجواليقى: والساذج فارسىّ معرّب. وفى حاشية (فى القاموس): الساذج معرّب ساده، وفى اللسان: حجة ساذجة وساذَجة، غير بالغة. قال ابن سيده: أراها غير عربية. إنما يستعملها أهل الكلام فيما ليس ببرهان قاطع. وقد يستعمل فى غير الكلام والبرهان. وعسى أن يكون أصلها "ساده" فعرّبت. كما أعتيد مثل هذا فى نظيره من الكلام المعرّب.

قال السندى (فى مقام آخر): "ساذجين": المراد بذلك أنه لم يخالطهما لون آخر.

(١) أخرجه البخارى فى صحيحه برقم: ٥٨٥٧، فى كتاب (٧٧) اللباس، باب (٤١) قبالان فى نعل ومن رأى قبالاً واسعاً، و الترمذى فى سننه، برقم: ١٧٧٢، فى كتاب (٢٥) اللباس، باب (٣٣) ما جاء فى نعل النبى ﷺ، وفى الشمائل برقم: ٧٦، فى باب (١١) ما جاء فى نعل رسول الله ﷺ، وأبو داود فى سننه برقم: ٤١٣٤، فى كتاب (٢٦) اللباس، باب (٤٤) فى الانتعال، والنسائى فى سننه الكبرىٰ برقم: ٩٨٠١، فى باب كراهية المشى فى نعل واحد، وفى سننه المجتبى برقم: ٥٣٨٣، فى كتاب (٤٨) الزينة، باب (١١٦) صفة نعل رسول الله ﷺ، وابن ماجة فى سننه برقم: ٣٦١٥، فى كتاب (٣٢) اللباس، باب (٢٧) صفة النعال، و ابن أبى شيبة فى مصنفه برقم: ٢٤٩٢٨، فى كتاب (١٨) اللباس والزينة، باب (٣٨) فى صفة نعالهم كيف كانت؟، وأحمد فى المسند برقم: ١٢٢٥١، ١٣١٢٤، ١٣٥٩٣، ١٣٨٧٢، وأبو يعلى فى مسنده برقم: ٣١٠١، و عبد بن حميد فى مسنده برقم: ١١٧٦، والسيوطى فى الجامع الصغير برقم: ٣٩٤، والبيهقى فى شعب الإيمان برقم: ٦٢٧٢، فى باب (٤٠) فى الملابس والأوانى، فصل فى الانتعال، وابن عدى فى الكامل (١٣٠/٧)، وأبو حاتم البستى فى المجروحين برقم: ١١٥١، والزهرى فى الطبقات الكبرىٰ فى ذكر نعل رسول الله ﷺ (٤٧٨/١).

قال الترمذى: هذا حديث حسن صحيح.

ابتدای نبوت تا انتہائے مرض الموت برہنہ پا گاہے نکشتہ اند مگر در صحن کعبہ وہمچنیں در جائے عبادت و بعضے از اعزۂ صالحین کہ برہنہ پا در کوچہ و بازار مشی کنند خلاف سنت ست و اگر صحرا باشد از برائے انکسار نفس و تواضع مشی کند جائز ست و یا از سبب عسرت و فقر باشد و میسر نشو د رواست۔

فا: ذکر فوطہ بستن

ذکر فوطہ بستن:

و در فوطہ[1] بستن آنحضرت ﷺ بر کمر اختلاف ست و بر قمیص فوطہ بستن مکروہ ست کہ آنحضرت ﷺ بستہ اند و در حرب و در غزا و سفر کمر بستن ممنوع نیست چہ بر جامہ و چہ بر پیراہن و فی "الروضة" چوں جامۂ نو قطع کند یا پوشد در ایام مبارک کند چنانچہ در خبر ست: "مَنْ قَطَعَ الثَّوْبَ فِيْ يَوْمِ الْأَحَدِ، أَصَابَهُ الْغَمُّ وَلَمْ يَكُنْ مُبَارَكاً، وَمَنْ قَطَعَ فِيْ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ كَانَ مُبَارَكاً، وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمِ الثُّلَثَاءِ سَرِقَهُ السَّارِقُ، أَوْ أَغْرَقَهُ الْمَاءُ أَوْ أَحْرَقَهُ النَّارُ وَمَنْ قَطَعَ فِيْ يَوْمِ الْأَرْبَعَاءِ وَسَّعَهُ اللّٰهُ فِي الرِّزْقِ، وَلَمْ يَبْعَثْ مُشَقَّةُ إِلَيْهِ، وَيَكُوْنُ لَهُ السَّفِيْنَةُ، وَمَنْ قَطَعَ فِيْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ يَرْزُقُهُ اللّٰهُ الْعِلْمَ وَوَسَّعَ رِزْقَهُ وَيُكْرِمُهُ عِنْدَ النَّاسِ، وَمَنْ قَطَعَ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ يَطُوْلُ الْعُمْرُ وَيَزِيْدُ دَوْلَتُهُ، وَمَنْ قَطَعَ فِيْ يَوْمِ السَّبْتِ يَكُوْنُ مَرِيْضاً مَادَامَ الثَّوْبُ فِيْ بَدَنِهِ"۔ و در "زاد المتورعين" مذکور ست کہ ایں قول از اقوال علی ست کرم اللہ وجہہ و بحدیث ثابت نشدہ اما در حدیث ہمیں قدر ست کہ جامۂ نو شب جمعہ یا روز جمعہ بنیت نماز جمعہ پوشد و در عیدین جامۂ نو بپوشد اگر میسر آید کہ برکتی و یمنی و حرمتی دارد و سنت ست کہ ہر کہ جامۂ نو پوشد اُو را مبارک باید گفت کہ در آنجامہ او را ایمنے و سرورے باشد بفضل اللہ تعالیٰ وبلطفه و بكرمه و فی "الروضة" چوں کسے جامۂ نو پوشیدہ دہ بار سورۃ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ﴾ بخواند و بر آب دمد و آں آب بر جامہ زند برکت باشد و جامہ بنیت نماز پوشد و بعد از پوشیدن جامۂ نو دو[2] رکعت نماز بگذارد شکرانۂ آں و بعد و این دعا بخواند: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ

فا: چوں جامۂ نو قطع کردن

[1] قولہ: فوطہ، بالضم کمر بند و جامۂ نادوختہ و لنگ حمامی و بمعنی دستار و رومال نیز آمدہ الخ (غیاث اللغات)

بِهِ عَوْرَتِيْ وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ[1] وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ[2] وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِرَحْمَتِهِ تَصْلَحُ

(١) أخرجه الحاكم في المستدرك على الصحيحين برقم: ٧٤، و الترمذي في سننه برقم: ٣٥٦٠، في كتاب (٤٩) الدعوات و باب (١٠٨)، و ابن ماجة في سننه، برقم: ٣٥٥٧، في كتاب (٣٢) اللباس، باب (٢) ما يقول الرجل إذا لبس ثوباً جديداً، و الدارمي في سننه برقم: ٢٦٩٠، في باب ما يقول إذا لبس ثوبا جديدا، و ابن ماجة في سننه برقم: ٣٥٥٧، في كتاب (٣٢) اللباس، باب (٢) ما يقول الرجل إذا لبس ثوبا جديداً، و ابن أبي شيبة في مصنفه، برقم: ٢٥٠٨٠، في كتاب (١٨) اللباس والزينة، باب (٥٤) ما يقول الرجل إذا لبس الثوب الجديد، وبرقم: ٢٩٧٤٤، في كتاب (٢١) الدعاء، باب (١٤٤) ما يدعو به الرجل ويؤمر به إذا لبس الثوب الجديد، وأحمد في مسنده برقم: ٣٠٥، و أبو يعلى في مسنده برقم: ٣٢٧، و عبد بن حميد في مسنده برقم: ١٨، والبيهقي في شعب الإيمان برقم: ٦٢٨٦، في باب (٤٠) الملابس والأواني، فصل فيما يقول إذا لبس ثوباً، والمنذري في الترغيب والترهيب برقم: ٣٧، والهناد بن السري الكوفي في الزهد برقم: ٦٥٦، في باب الكسوة في الله، والمزي في تهذيب الكمال برقم: ٧٥٥٢، والواسطي في تاريخ واسط في ما يقول من لبس ثوبا جديدا، والزهري في الطبقات الكبرى في ذكر قناعته ﷺ بثوبه ولباسه القميص الخ، وابن الجوزي في العلل المتناهية برقم: ١١٣٠، في كتاب اللباس، حديث فيما يقال ثم لبس الثوب الجديد، وأحمد في فضائل الصحابه ﷺ لابن حنبل برقم: ٩٠٣.

قال السندي: "أوري به عورتي": من المواراة، أي أستتر به. "أتجمل": أي أتزين وأتحسّن. "أخلق": أي بلي. "ألقى": ألقاه عن بدنه. "كنف الله": أي حرزه وستره. وهو الجانب والظل والناحية.

(٢) أخرجه الحاكم في المستدرك على الصحيحين برقم: ٧٤٠٩، وأبو داود في سننه برقم: ٤٠٢٣، في كتاب (٢٦) اللباس، وباب (١)، والطبراني في مسند الشاميين برقم: ٢٤٢، و أبو يعلى في مسنده برقم: ١٤٨٨، ١٤٩٨، والطبراني في الكبير، برقم: ٣٨٩ (١٨١/٢٠)، والبيهقي في شعب الإيمان برقم: ٦٢٨٥، في باب (٤٠) في الملابس والأواني، فصل فيما يقول إذا لبس ثوباً، والمنذري في الترغيب والترهيب برقم: ٣٦، والبخاري في التاريخ الكبير برقم: ١٥٥٧.

الْفَاسِدَاتُ وَتَنْزِلُ الْبَرَكَاتُ[1]. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ ثَوْباً مُبَارَكاً أَشْكُرُ فِيْهِ نِعْمَتَكَ وَأُحْسِنُ فِيْهِ عِبَادَتَكَ، وَأَعْمَلُ فِيْهِ بِطَاعَتِكَ وَأَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ اَلْتَجِيْ إِلَى اللّٰهِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنِ اسْتِيْلَاءِ النَّفْسِ بِقَلِيْلٍ وَكَثِيْرٍ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَطْلُبُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ وَالنُّقٰى فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعِفَّةَ وَالْغِنٰى وَالتَّوْفِيْقَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى ہنوز جامہ در گردن او نرسیدہ باشد کہ ہمہ گناہان او عفو شوند و سنت ست کہ وقتے کہ جامہ از وجود فرود آرد بپیچد و تہ کند و نگہدارد و اگر نہ شیطان او را می پوشد و موزہ را نیز بمحافظت نگہدارد و وقت پوشیدن لباس نو اوّل تعوذ و تسمیہ بگوید و اگر سورۂ فاتحہ بخواند سہ مرتبہ یا ہفت مرتبہ ہنگام پوشیدن جامۂ نو یا دستار نو یا ردائے نو یا موزۂ نو در بدن پوشندۂ جامہ سرور پیدا شود و با صحت و عافیت بماند و مرض برطرف شود و اگر مدیون باشد دام او ادا شود و زود تر جامۂ دیگر نیز میسر شود و باید کہ جامۂ کہنہ بفقیر و مسکین دہد و یا باہل و عیال خود بخشند اگر مستحق باشد کہ دریں اجر بسیار و ثواب بیشمار است۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ.

---

(۱) ما يجد الفقير هذا الدعاء كله في كتب الأحاديث إلا بلفظ "الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات"، وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه برقم: ۲۹۵٤۵، في كتاب (۲۱) الدعاء، باب ما يدعو إذا رأى أمر يعجبه، والحاكم في المستدرك على الصحيحين برقم: ۱۸٤۰، والكناني في مصباح الزجاجة في باب فضل الحامدين، و ابن ماجة في سننه برقم: ۳۸۰۳، في كتاب (۳۳) الأدب، بباب (۵۵) فضل الحامدين، و الطبراني في الأوسط برقم: ٦٦٦۳، و البزار في مسنده (۱-۲): برقم: ۵۲۳، والسيوطي في الجامع الصغير برقم: ۵۹، ۲۳۲، والبيهقي في شعب الإيمان برقم: ٤۳۷۵ في باب (۳۳) تعديد نعم الله ﷻ وشكرها.

(وقد تمّ تخريج الأحاديث على "كشف الالتباس في استحباب اللباس" والله أسئل أن يتقبل مني هذا سعيي ويرزقني ولوالدي وأساتذتي وإياك وجميعَ المسلمين والمسلمات، رضاهُ وشفاعةَ حبيبِه سيِّد المرسلين وخاتمِ النبيين ﷺ آمين والصلوة والسلام على خير خلقه وآله وأصحابه أجمعين والحمد لله رب العالمين، محمّد فرحان القادري الرضوي العطاري عفي عنه)

✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡

مآخذ تخريج الأحاديث ومراجعه

الكتاب	المؤلف	الوفاة
١ـ الجامع لمعمر بن راشد	للإمام معمر بن راشد الأزرى	المتوفى ١٥١هـ
٢ـ المؤطا	للإمام مالك بن أنس ﵁	المتوفى ١٧٩هـ
٣ـ مسند الطيالسى	للإمام أبى داود سليمان بن داود الفارسى البصرى الطيالسى	المتوفى ٢٠٤هـ
٤ـ مسند الحميدى	للإمام أبى بكر عبد الله بن الزبير الحميدى	المتوفى ٢١٩هـ
٥ـ الطبقات الكبرىٰ	للإمام أبى عبد الله محمد بن سعد بن منيع البصرى الزهرى	المتوفى ٢٣٠هـ
٦ـ مسند ابن الجعد	للإمام أبى الحسن على بن الجعد بن عبيد الجوهرى البغدادى	المتوفى ٢٣٠هـ
٧ـ مصنف ابن أبى شيبة	للإمام أبى بكر عبد الله بن محمد بن أبى شيبة الكوفى	المتوفى ٢٣٥هـ
٨ـ مسند إسحاق بن راهوية	للإمام إسحاق بن إبراهيم بن مخلد الحنظلى المروزى	المتوفى ٢٣٨هـ
٩ـ المسند	للإمام أبى عبد الله أحمد بن حنبل الشيبانى	المتوفى ٢٤١هـ
١٠ـ فضائل الصحابة﵃	للإمام أبى عبد الله أحمد بن حنبل الشيبانى	المتوفى ٢٤١هـ
١١ـ كتاب الزهد	للإمام هناد بن السرى الكوفى	المتوفى ٢٤٣هـ
١٢ـ مسند عبد بن حميد	للإمام أبى محمد عبد بن حميد بن نصر الكسى	المتوفى ٢٤٩هـ
١٣ـ سنن الدارمى	للإمام أبى محمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمى	المتوفى ٢٥٥هـ
١٤ـ صحيح البخارى	للإمام أبى عبد الله محمد بن إسماعيل البخارى	المتوفى ٢٥٦هـ

مآخذ تخريج الأحاديث ومراجعه

الكتاب	المؤلف	الوفاة
١٥ـ التاريخ الكبير	للإمام أبى عبد الله محمد بن إسماعيل البخارى	المتوفى ٢٥٦هـ
١٦ـ صحيح مسلم	للإمام أبى الحسين مسلم بن الحجاج القشيرى النيسابورى	المتوفى ٢٦١هـ
١٧ـ سنن إبن ماجة	للإمام أبى عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجة	المتوفى ٢٧٥هـ
١٨ـ سنن أبى داود	للإمام أبى داود سليمان بن أشعث	المتوفى ٢٧٥هـ
١٩ـ سنن الترمذى	للإمام أبى عيسىٰ محمد بن عيسى الترمذى	المتوفى ٢٧٩هـ
٢٠ـ الشمائل المحمدية ﷺ	للإمام أبى عيسىٰ محمد بن عيسىٰ الترمذى	المتوفى ٢٧٩هـ
٢١ـ الآحاد والمثانى	للإمام أبى بكر أحمد بن عمرو بن الضحاك الشيبانى	المتوفى ٢٨٧هـ
٢٢ـ السنة لعبد الله بن أحمد	للإمام عبد الله بن أحمد بن حنبل الشيبانى	المتوفى ٢٩٠هـ
٢٣ـ تاريخ واسط	للإمام أسلم بن سهل الرزار الواسطى	المتوفى ٢٩٢هـ
٢٤ـ السنن الكبرىٰ	للإمام أبى عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائى	المتوفى ٣٠٣هـ
٢٥ـ السنن المجتبىٰ	للإمام أبى عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائى	المتوفى ٣٠٣هـ
٢٦ـ مسند أبى يعلى	للإمام أحمد بن على بن المثنى الموصلى التميمى	المتوفى ٣٠٧هـ
٢٧ـ صحيح ابن خزيمة	للإمام أبى بكر أحمد بن إسحاق بن خزيمة السلمى النيسابورى	المتوفى ٣١١هـ
٢٨ـ مسند أبى عوانة	للإمام أبى عوانة يعقوب بن إسحاق الأسفرائينى	المتوفى ٣١٦هـ

مآخذ تخريج الأحاديث ومراجعه

٢٩- شرح معانى الآثار — للإمام أبى جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الطحاوى — المتوفى ٣٢١هـ

٣٠- صحيح ابن حبان — للإمام أبى حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمى البستى — المتوفى ٣٥٤هـ

٣١- المجروحين — للإمام أبى حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمى البستى — المتوفى ٣٥٤هـ

٣٢- المعجم الكبير — للإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبرانى — المتوفى ٣٦٠هـ

٣٣- المعجم الأوسط — للإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبرانى — المتوفى ٣٦٠هـ

٣٤- مسند الشاميين — للإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبرانى — المتوفى ٣٦٠هـ

٣٥- الكامل فى ضعفاء الرجال — للإمام أبى أحمد عبد الله بن عدى بن عبد الله بن محمد الجرجانى — المتوفى ٣٦٥هـ

٣٦- طبقات المحدثين بأصبهان — للإمام أبى محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصارى — المتوفى ٣٦٩هـ

٣٧- المستدرك على الصحيحين — للإمام أبى عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابورى — المتوفى ٤٠٥هـ

٣٨- حلية الأولياء — للإمام أبى نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهانى — المتوفى ٤٣٠هـ

٣٩- المحلى — للإمام أبى محمد على بن أحمد بن سعيد بن حزم الظاهرى — المتوفى ٤٥٦هـ

٤٠- السنن الكبرىٰ — للإمام أبى بكر أحمد بن الحسين بن على بن موسىٰ البيهقى — المتوفى ٤٥٨هـ

٤١- الآداب — للإمام أبى بكر أحمد بن الحسين بن على بن موسىٰ البيهقى — المتوفى ٤٥٨هـ

مآخذ تخريج الأحاديث ومراجعه

٤٢- شُعَب الإيمان — للإمام أبى بكر أحمد بن الحسين بن على بن موسىٰ البيهقى — المتوفى ٤٥٨هـ

٤٣- التمهيد لابن عبد البر — للإمام عمر يوسف بن عبد الله بن عبد البر النمرى — المتوفى ٤٦٣هـ

٤٤- التعديل والتجريح — للإمام أبى الوليد سليمان بن خلف بن سعد الباجى — المتوفى ٤٧٤هـ

٤٥- تذكرة الحفاظ — للإمام محمد بن طاهر القيسرانى — المتوفى ٥٠٧هـ

٤٦- شرح السنة — للإمام حسين بن مسعود البغوى — المتوفى ٥١٦هـ

٤٧- العلل المتناهية — للإمام عبد الرحمٰن بن على بن الجوزى — المتوفى ٥٩٧هـ

٤٨- الترغيب والترهيب — للإمام أبى محمد عبد العظيم بن عبد القوى المنذرى — المتوفى ٦٥٦هـ

٤٩- تفسير القرطبى — للإمام أبى عبد الله محمد بن أحمد بن أبى بكر بن فرح القرطبى — المتوفى ٦٧١هـ

٥٠- تهذيب الكمال — للإمام أبى الحجاج يوسف بن الزكى عبد الرحمن المزى — المتوفى ٧٤٢هـ

٥١- حاشية ابن القيم — للإمام أبى عبد الله محمد بن أبى بكر أيوب الزرعى — المتوفى ٧٥١هـ

٥٢- نصب الراية — للإمام أبى محمد عبد الله بن يوسف الحنفى الزيلعى — المتوفى ٧٦٢هـ

٥٣- خلاصة البدر المنير — للإمام عمر بن على بن الملقن الأنصارى — المتوفى ٨٠٤هـ

٥٤- مجمع الزوائد — للإمام على بن أبى بكر الهيثمى — المتوفى ٨٠٧هـ

٥٥- موارد الظمآن — للإمام أبى الحسن على بن أبى بكر الهيثمى — المتوفى ٨٠٧هـ

٥٦- مصباح الزجاجة — للإمام أحمد بن أبى بكر بن إسماعيل الكنانى — المتوفى ٨٤٠هـ

مآخذ تخريج الأحاديث ومراجعه

الكتاب	المؤلف	الوفاة
٥٧۔ تلخيص الحبير	للإمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي	المتوفى ٨٥٢هـ
٥٨۔ الإصابة	للإمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي	المتوفى ٨٥٢هـ
٥٩۔ الدراية في تخريج أحاديث الهداية	للإمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي	المتوفى ٨٥٢هـ
٦٠۔ الديباج	للإمام جلال الدين أبي الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي	المتوفى ٩١١هـ
٦١۔ الجامع الصغير	للإمام جلال الدين أبي الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي	المتوفى ٩١١هـ
٦٢۔ التدوين في أخبار قزوين	لعبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني	

دار الطباعة

المطبعة الرضوية

Rizvia Grafix: +92-300-9289355

qadri26@cyber.net.pk

فروغ اہلسنّت کے لئے .... امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

١۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

٢۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

٣۔ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔

٤۔ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔

٥۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔

٦۔ حمایت مذہب و رد بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

٧۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

٨۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے وعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

٩۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کرکے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

١٠۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ ''آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا'' اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق ﷺ کا کلام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ١٢، صفحہ ١٣٣)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع:-

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے زیر اہتمام ہر پیر کو بعد نمازِ عشاء تقریباً ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس میں مقتدر و مختلف علمائے اہلسنّت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلۂ اشاعت:-

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ:-

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی:-

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں کم از کم ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری:-

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔